بالفرض غلط علماء تصریح نہ بھی فرماتے، تو اپنا ایمان بھی کوئی چیز ہے۔ جس میں معاذ اللہ نقص کی گنجائش؟ وہ سبوح وقدوس کیونکر ہوا؟ اور اسکی تسبیح کیسی؟؟ تعالی اللہ عما یقول الظالمون علوا کبیرا۔

اور دیوبندیوں سے تو اب امکان کذب کی بحث ہی فضول ہے۔ ان کے پیشوا گنگوہی نے صراحۃً وقوع کذب مان لیا اور تصریح کردی کہ جو اللہ تعالی کو معاذ اللہ کاذب بالفعل کہے، اسے کافر یا گمراہ یا فاسق کہنا کیا معنی؟ کوئی سخت لفظ نہ کہنا چاہئے۔ اس کو اختلاف حنفی شافعی کا سا ہے۔ اس بیان کے لئے میرے قصیدہ الاستمداد ۲۳ کے پہلے تین شعر پھر ۲۵ انکا حاشیہ نمبری ۱۷۶ تا ۱۸۰ پھر اسکی تکمیلات میں ۹۱ سے ۹۳ تک ۹۶ تکملہ ملاحظہ فرمائے۔ "جہد المقل" کا مصنف اللہ عزوجل کا نہ صرف کاذب ہونا ممکن جانتا تھا، بلکہ اسے [illegible] ظالم، چور، شرابی بھی جانتا تھا۔ یوں کروروں خدا موجود بالفعل مانتا تھا۔ اس کے بیان [illegible]

# دیوبندی تحریف کا شرمناک نمونہ

## دیوبندیوں کے جس عقیدہ کو اعلیٰ حضرت نے معاذ اللہ کہہ کے نقل کیا، دیوبندیوں نے کمال مکاری سے اسے اعلیٰ حضرت کا عقیدہ ظاہر کر دیا

فیض رضا جاری رہے گا



یا کذب دال مع صدق المدلول لازم آئے اور یہ دونوں بالبداہۃ محال، اور جب کلام لفظی میں کذب ممکن نہ ہو تو نفسی میں بھی ممکن نہیں، ورنہ باری عزوجل کا عجز عن التعبیر لازم آئے تو لاجرم امکان کذب ماننے والا اپنے رب کو واقعی کاذب مانتا اور اس کے کلام نفسی میں کذب موجود بالفعل جانتا ہے اور وہاں فعل و دوام و وجوب متلازم، وبوجہ آخر اوضح و ازہر۔

اقول و باللہ التوفیق (میں کہتا ہوں اور توفیق اللہ تعالیٰ سے ہے۔ ت) تمہارے دعویٰ کا حاصل یہ کہ بعض ما ھو کلام اللہ تعالیٰ فھو ممکن الکذب بالضرورۃ (اللہ تعالیٰ کے کلام کا بعض ضرور ممکن الکذب ہے۔ ت) اور شک نہیں کہ کل ما ھو ممکن الکذب کاذب بالضرورۃ (اور جو ممکن الکذب ہو وہ ضرور کاذب ہوتا ہے۔ ت) کہ کلام واحد میں امکان کذب بے فعلیت کذب متصور نہیں اور فعلیت کذب امتناع صدق اور امتناع صدق ضرورت کذب ہے، نتیجہ نکلا بعض ما ھو کلام اللہ تعالیٰ کاذب بالضرورۃ (اللہ تعالیٰ کے کلام کا بعض ضرور کاذب ہے۔ ت) اب اس میں وصف عنوانی کا صدق خواہ بالفعل لو کما ھو المشہور (جیسا کہ یہ مشہور ہے۔ ت) خواہ بالامکان لو کما ھو عند الفارابی (جیسا کہ فارابی کے ہاں ہے۔ ت) بہر طرح باری عزوجل کا معاذ اللہ کاذب بالفعل ہونا لازم۔ بر تقدیر اول تو لزوم بدیہی، اور بر تقدیر ثانی اس کو یوں بیان کیجئے کہ بعض ما ھو کلام اللہ بالامکان العام کاذب بالضرورۃ (جو اللہ تعالیٰ کا کلام بامکان العام ہے وہ ضرور کاذب ہے۔ ت) کو کبریٰ کیجئے اور قضیہ کل ما ھو کلام اللہ بالامکان العام فھو کلام اللہ بالفعل (ہر کلام جو کلام اللہ بامکان العام ہے وہ بالفعل کلام اللہ ہے۔ ت) کو صغریٰ، ثبوت صغریٰ یہ کہ باری تعالیٰ کے لئے کوئی حالت منتظرہ نہیں، شکل ثالث کی ضرب خامس پھر وہی نتیجہ دے گی بعض ما ھو کلام اللہ بالفعل کاذب بالضرورۃ (بعض کلام اللہ بالفعل ضرور کاذب ہے۔ ت) والعیاذ باللہ تعالیٰ، بلکہ حقیقۃً یہ وجہ دلیل مستقل ہونے کے قابل، کما لایخفی علی المتامل۔

---

عـــہ حاصل الوجہ الاول ان علی قول الامکان لابد من فعلیۃ فی الکلام النفسی و الا لامتنع فی اللفظی لانہ لایکون الا تعبیرا عن نفسی ولا امکان ھھنا لنفسی اٰخر غیر ھٰذا الموجود المفروض ان لاکذب فیہ

عـــہ پہلی وجہ کا حاصل یہ ہے کہ قول امکان پر کلام نفسی میں فعلیت ضروری ہے ورنہ کلام لفظی میں امتناع ہوگا، جب لفظی میں امتناع ہوگا تو نفسی میں امتناع لازم ہوگا کیونکہ لفظی صرف نفسی کی تعبیر ہے جبکہ اس موجود نفسی جس میں کذب نہ ہونا مفروض ہے کے علاوہ کسی اور نفسی کا امکان نہیں... 

(باقی اگلے صفحہ پر)

## احمد رضا بریلوی کا کفریہ عقیدہ۔۔۔ اللہ تعالیٰ کا بعض کلام جھوٹ ہے

مبتدع کا امام احمد رضا لکھتا ہے: بعض ما ھو کلام اللہ تعالیٰ کاذب بالضرورۃ (اللہ تعالیٰ کے کلام کا بعض ضرور کاذب ہے)

(فتاویٰ رضویہ ج۱۵ ص۳۴۶)

رضاخانی مشرکین عوام الناس کو اکثر یہ دھوکا دیتے نظر آتے ہیں کہ وہابیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جھوٹ بول سکتا ہے لیکن درحقیقت یہ رضاخانی کالا حضرت کا عقیدہ ہے جسے مخالفین کے سر تھوپنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

تک کہ انہیں اور ان کی ماں صدیقہ بتول طاہرہ کو فحش گالیاں تک دیتا ہے چار سو انبیا کو صاف جھوٹا لکھا حتی کہ درباره حدیبیہ خود شان اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ناپاک حملہ کیا۔ مگر یحیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعریف ہی کی (یہ فرما کر ارشاد فرمایا کہ) اس پر بھی بعض احمق سختی کا الزام دیتے ہیں اور اللہ و رسول کو گالیاں دینا تو کوئی بات ہی نہ ہو، نہ وہ سختی ہے، نہ بے تہذیبی نہ کوئی بری بات۔ ادھر سے ان کی اس ناپاک حرکت پر کافر کہا اور بس سختی و بے تہذیبی سب کچھ ہوگئی۔ ہاں ہاں اللہ و رسول کی شان میں جو گستاخی کرے گا اسے ضرور کافر کہا جائے گا کسے باشد اور واللہ کہ یہ میں اپنی طرف سے نہیں کہتا بلکہ اللہ و رسول جل وعلا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے احکام بیان کرتا ہوں میں تو ان کا چپراسی ہوں چپراسی کا کام ہی سرکاری حکمنامہ پہنچانا ہے نہ کہ اپنی طرف سے کوئی حکم لگانا اللہ کے کرم سے امید کہ وہ قبولی فرمائے، آمین۔

عرض:۔ حضور علم ما کان و ما یکون، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حاصل ہے، مگر بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْۢبَغِىْ لَهٗ فرمایا گیا تو شعر کا علم نہ ہوا۔

ارشاد:۔ جب علم کسی فن کی طرف نسبت کیا جائے تو اس کے معنی دانستن نہیں ہوتے بلکہ ملکہ و اقتدار جیسے کہا جاتا ہے کہ فلاں گھوڑے پر چڑھنا جانتا ہے اس کے یہ معنی نہیں کہ اس کا جو مفہوم ہے وہ اس کے ذہن میں ہے بلکہ یہ کہ قدرت رکھتا ہے یا یہ کہ گھوڑے پر چڑھنا نہیں جانتا تو یہ مطلب نہیں کہ جو اس کا مفہوم ہے وہ اس کے ذہن میں نہیں کہ غیر کو گھوڑے پر سوار دیکھا تو اس کا مفہوم اس نے ضرور جانا، باقی قدرت نہیں رکھتا، حدیث میں ارشاد ہوا۔ عَلِّمُوْا اَبْنَآءَكُمُ الرَّمْىَ وَالسِّبَاحَةَ، اپنے بیٹوں کو تیر اندازی اور تیرنا سکھاؤ کیا اس کے یہ معنی ہیں کہ ان کے مفہوموں کا ان کو تصور کرادو بلکہ یہ کہ ان فنون کو ان کے قابو میں کردو کہ تیر نشانے پر لگاسکیں اور دریا تیر سکیں تو آیہ کریمہ کے یہ معنی نہیں کہ اوروں کے اشعار حضور کے علم میں نہیں، بلکہ یہ معنی کہ حضور کو ہم نے شعر گوئی پر قدرت نہیں

دی اور نہ یہ حضور کے لائق۔

صحابہ قصائد عرض کرتے کیا ان کے اشعار ہمارے حضور کے علم میں نہ آتے بلکہ بعض بعض مواقع پر اصلاح فرمائی ہے۔ کعب بن زبیر اسلمی رضی اللہ تعالی عنہ نے قصیدہ نعتیہ میں عرض کیا۔

اِنَّ الرَّسُوْلَ لَنَارٌ یُّسْتَضَاءُ بِہٖ
وَصَارِمٌ مِنْ سُیُوْفِ الْھِنْدِ مَسْلُوْلُ

ارشاد ہوا نار کی جگہ نور کہو اور سیوف الہند کی جگہ سیوف اللہ، جب بعض اشعار دیگراں علم اقدس میں آنا منافی کریمہ وَمَا عَلَّمْنٰہُ الشِّعْرَ نہ ہوا تو جمیع اشعار اولیں و آخریں مکتوبات لوح مبیں کو علم اقدس کا محیط ہونا کیا منافی ہوسکتا ہے جو ایجاب جزئی کسی سلب کلی کا نقیض نہیں اس کا ایجاب کلی بھی یقیناً منافی نہیں البتہ ملکہ شعر گوئی حضور کو عطا نہ ہوا اور اس پر بھی رب العزت نے دفع وہم فرمادیا کہ یہ کوئی خوبی نہ تھی جو ہم نے ان کو نہ دی بلکہ وَمَا یَنْبَغِی لَہٗ یہ ان کی شان رفیع کے لائق ہی نہیں تو ان کے حق میں منقصت تھی اور وہ جمیع نقائص سے منزہ ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ بلکہ شعر گوئی بالائے طاق، اگر نادراً کبھی دوسرے کا شعر پڑھتے تو اسے وزن سے ساقط فرمادیتے۔ لبید رضی اللہ تعالی عنہ کے شعر

سَتُبْدِیْ لَکَ الْاَیَّامُ مَاکُنْتَ جَاھِلاً
وَیَاْتِیْکَ بِالْاَخْبَارِ مَنْ لَمْ تُزَوِّدْ

کا مصرعہ دوم یوں پڑھتے، ع۔ وَیَاْتِیْکَ مَنْ لَمْ تُزَوِّدْ بِالْاَخْبَارِ۔
اس پر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ نے عرض کی، میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ تعالی نے حضور کو شعر سے منزہ فرمایا ہے۔ شاعر نے یوں کہا ہے۔

ع ض وَیَاْتِیْکَ بِالْاَخْبَارِ

**حکایت:** ایک گستاخ نے کہا کہ تم لوگ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے مال واولاد مانگتے ہو، اگر ان سے کچھ ملتا ہوتا تو حضرت عائشہ صدیقہ کو ضرور بیٹا ملتا (نعوذ باللہ) میں نے کہا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم تو جنت بھی دے دیتے ہیں۔ حضرت ربیعہ نے کہا تھا اَسْئَلُكَ مُرَافَقَتَكَ فِى الْجَنَّةِ يَا رَسُولَ اللّٰه میں آپ سے یہ مانگتا ہوں کہ جنت میں آپ کے ساتھ رہوں، کیا مال واولاد جنت سے بڑھ کر ہیں؟ عائشہ صدیقہ یا خود سرکار نے بیٹے کی دعا کب مانگی؟ جن نبیوں نے بیٹے کی دعائیں مانگیں، انہیں فوراً بیٹے کی بشارت اور بعد میں فرزند دیا گیا اگر چہ وہ حضرات اس وقت بوڑھے تھے اور ان کی بیویاں بوڑھی بھی اور بانجھ بھی، دیکھو حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور بی بی سارہ کا واقعہ، اور زکریا علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کی بیوی ایشاع کا واقعہ جو قرآن کریم میں تفصیل وار مذکور ہے، بی بی سارہ نے تو اسحاق علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خوشخبری پا کر حیرت سے کہا تھا کہ کیا میں بوڑھی اور بانجھ بچہ جنوں گی، قرآن کریم فرماتا ہے وَاَنَا عَجُوْزٌ عَقِيْمٌ تعجب ہے کہ حضرت طلحہ کو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے سو اولادیں ملیں یعنی اولاد اور اولاد اور اولاد، اور بی بی عائشہ صدیقہ کو ایک بیٹا بھی نہ ملے، یہ کیسے ہوسکتا ہے۔

**تیسرا اعتراض:** اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ جسے چاہے بخش دے اگر چہ کافر ہی کیوں نہ ہو، اور جسے چاہے عذاب دے اگر چہ نبی ہی کیوں نہ ہو، لہٰذا مسئلہ، امکانِ کذب ثابت ہوگیا۔ **جواب:** مسئلہ امکانِ کذب کی مکمل بحث ہم پہلے پارے میں اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ کی تفسیر میں کر چکے، اس سوال کا جواب بھی تفسیر سے معلوم ہو چکا ہے کہ یہاں گنہگار مسلمانوں کا ذکر ہے، کیونکہ معافی اور سزا گناہ کی ہوتی ہے، اس آیت کو نہ حضرات انبیاء سے کوئی تعلق ہے، نہ کفار سے کوئی واسطہ، ورنہ یہ آیت تمہارے بھی خلاف ہے، کیونکہ تم بھی کذب کا امکان مانتے ہو نہ کہ وقوع، اور یہاں وقوع

**چوتھا اعتراض:** مسلمانوں کے خدا کا ذکر ہے کہ رب تعالیٰ جس کو چاہے گا بخش دے گا اور جسے چاہے گا عذاب دے گا۔ ...ے راج میں بڑی اندھیر نگری ہے کہ جسے چاہے عذاب دے دیا جائے اگر چہ اس نے کوئی پاپ نہ کیا ہو، اور جسے چاہے جنت دے دی جائے اگر چہ وہ مہا پاپی ہو، ایسا اندھیر مچانے والا خدا نہیں ہوسکتا، ہمارا پرماتما انصاف والا ہے کہ اچھوں کو جزاء اور بروں کو سزا ضرور دیتا ہے (آریہ از ستیارتھ پرکاش) **جواب:** ہم اس کا تحقیقی و تفصیلی جواب سورۂ بقر کے آخر میں ...ے چکے ہیں کہ یہاں گنہگاروں کا تذکرہ ہے کیونکہ معافی وسزا کا ذکر ہو رہا ہے، معافی بھی گناہ کی ہوتی ہے اور سزا بھی ...ولے ناسمجھ پنڈت نے مغفرت اور عذاب کے معنی ہی نہ سمجھے۔ **پانچواں اعتراض:** بتاؤ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا ...وت نازلہ پڑھنا اور کفار کو بددعائیں دینا غلط تھا یا صحیح، اگر صحیح تھا تو رب تعالیٰ نے اس سے روکا کیوں، اور اگر غلط تھا، تو ...ضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا کیوں؟ آپ کا تو ہر قول وحی الٰہی سے ہے اور ہر عمل رب تعالیٰ کی طرف سے، حضور انور صلی ...ہ علیہ وسلم تو معصوم ہیں۔ **جواب:** حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ عمل بھی درست تھا اور یہ بھی، مگر وہ اچھا تھا، یہ بہت اچھا، رب ...الیٰ نے فرمایا اے حبیب تم بہت اچھے رسول ہو، اس لیے بہت ہی اچھا عمل کرو، یہ ایسا ہی ہے جیسے رب تعالیٰ نے صحابہ کرام ...ے فرمایا وَاِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصّٰبِرِيْنَ اے مسلمانو! اگر ...ارے بدلہ لو، تو برابر لینا، زیادہ نہ لینا، اور اگر تم صبر کرو، تو یہ اور بھی اچھا ہے۔

**چھٹا اعتراض:** اس آیت سے معلوم ہو...

**نوٹ:** یہ سوال وجواب تفسیر کبیر وروح المعانی وغیرہ نے نقل فرمایا۔

کو خان صاحب بریلوی، براہین قاطعہ سے نقل کرتے ہیں اس عبارت کا صحیح مطلب کیا ہے؟ بینوا توجروا۔

## الجواب ومنہ الوصول الی الصواب

مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی نے بندہ پر جو الزام لگایا ہے وہ بالکل بے اصل اور لغو ہے میں اور میرے اساتذہ ایسے شخص کو کافر و مرتد و ملعون جانتے ہیں جو شیطان علیہ اللعن کیا کسی مخلوق کو بھی جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے علم میں زیادہ کہے، چنانچہ براہین قاطعہ ۵۳ میں یہ عبارت موجود ہے، بس کوئی ادنی مسلم بھی فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے تقرب اور شرف وکمالات میں کسی کو آپ کا مماثل نہیں جانتا۔ خانصاحب بریلوی نے یہ مجھ پر اتہام لگایا ہے اس کا حساب تو روز جزا ہوگا۔ یہ کفری مضمون کہ شیطان علیہ اللعن کا علم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے زیادہ ہے، براہین کی کسی عبارت میں نہ صراحۃً ہے نہ کنایۃً ـــــ الی قولہ ـــــ غرض خان صاحب بریلوی نے محض اتہام اور کذب بندہ کی طرف منسوب کیا ہے مجھ کو تو کبھی مدت العمر اس کا وسوسہ بھی نہیں ہوا کہ شیطان کیا کوئی ولی اور فرشتہ بھی آپ کے علوم کی برابری کر سکے، چہ جائیکہ علم میں زیادہ ہو۔ یہ عقیدہ خانصاحب نے بندہ کی طرف منسوب کیا ہے کفر خالص ہے اس کا مطالبہ خان صاحب سے روز جزا ہوگا، میں اس سے بالکل بری اور پاک۔ وکفیٰ باللہ شہیداً۔

اہلِ اسلام عبارات براہین قاطعہ کو بغور ملاحظہ فرمائیں، مطلب صاف اور واضح ہے۔

حررہ خلیل احمد     مہر [خلیل احمد]

(از۔ السحاب المدرار)

بالفرض غلط علماء، تصریح نہ بھی فرماتے، تو اپنا ایمان بھی کوئی چیز ہے۔ جس میں معاذ اللہ نقص کی گنجائش؟ وہ سبوح و قدوس کیونکر ہوا؟ اور اسکی تسبیح کیسی؟؟ تعالی اللہ عما یقول الظالمون علوا کبیرا۔

اور دیوبندیوں سے تو اب امکان کذب کی بحث ہی فضول ہے۔ ان کے پیشوا گنگوہی نے صراحتاً وقوع کذب مان لیا اور تصریح کردی کہ جو اللہ تعالیٰ کو معاذ اللہ کاذب

Scanned with CamScanner

**BINORIA UNIVERSITY INTERNATIONAL**

S.I.T.E - Karachi-pakistan

الجامعة البنورية العالمية

سائٹ ○ کراتشی ○ پاکستان

Ref No 786/Mics/15

Date : 07/07/2015

## ملحدین کی جانب سے جامعہ بنوریہ عالمیہ کے نام سے پھیلائے گئے جعلی فتووں سے ہوشیار

گزشتہ کئی مہینوں سے بعض ملحدین حلقے کی جانب سے سوشل میڈیا پر یہ مذموم سلسلہ شروع کیا گیا ہے کہ فوٹوشاپ کے ذریعہ ایڈیٹنگ کرکے مختلف دینی اور معاشرتی موضوعات پر جعلی فتوے بنا کر پھیلائے گئے ہیں جن میں مستند دینی شخصیات اور اداروں خصوصاً جامعہ بنوریہ عالمیہ سائٹ کے مفتیان کرام کی طرف منسوب کرتے ہوئے کچھ جعلی فتاوے جیسے کہ شراب کو حلال قرار دینا، گرمی میں روزہ نہ رکھنے کی اجازت اور تبلیغی جماعت میں چار ماہ سے زائد عرصے تک سفر کرنے والے افراد کی بیویوں کا غیر مردوں سے ناجائز تعلقات بنانے کے جواز کے جعلی فتوے پھیلائے گئے، جس میں حالیہ جعلی فتوے میں جامعہ بنوریہ عالمیہ کی مہر کے ساتھ ساتھ دارالعلوم کراچی کی مہر کو بھی فوٹوشاپ ایڈیٹ کرکے لگایا گیا۔ ملحدین کی جانب سے ان جعلی فتاوے پھیلانے کا مقصد فتاوے کی اہمیت کو ختم کرنا، شعائر اسلام اور احکامات اسلام سے متعلق نوجوانوں کے ذہنوں میں شکوک وشبہات پیدا کرکے لادینیت کی جانب مرغوب کرنا ہے۔

حکومت کے متعلقہ حلقے اور سائبر کرائم کے ذمہ داران فوری اپنے فرائض منصبی کو ملحوظ رکھتے ہوئے اسلامی جمہوریہ پاکستان میں اس قسم کی مذموم اور گھٹیا حرکات کو روکنے میں اپنا کردار ادا کریں، اور عوام کو بھی چاہئے کہ وہ بھی بلا تحقیق اس قسم کے جعلی فتاوؤں کو اہمیت نہ دیں۔

انتظامیہ

الجامعۃ البنوریۃ العالمیۃ

سائٹ کراچی

Post Box No. 10698, Near S.I.T.E Police Station, Karachi-pakistan
Ph: +92(21) 32560300-400 Fax: +92(21) 32564586
Web: www.binoria.org www.jamiabinoria.net Email: Binoria@binoria.org

| عقائد دیوبندی | عقائد اسلامی |
| --- | --- |
| | ہے ذلیل ہے ؛ |
| ۱۳۔ نماز میں حضور علیہ السلام کا خیال لانا اپنے گدھے اور بیل کے خیال میں ڈوب جانے سے بدتر ہے (صراط مستقیم مصنفہ مولوی اسمٰعیل دہلوی) | جس نماز میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت کا خیال نہ ہو وہ نماز ہی نامقبول ہے۔ اسی لئے التحیات میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سلام کرتے ہیں۔ وہ بھی کوئی نماز ہے یار نہ ہو نماز ہو۔ (دیکھو بحث حاضر و ناظر) |
| ۱۴۔ میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خواب میں دیکھا کہ مجھے آپ پل صراط پر لے گئے اور دیکھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام گرے جا رہے ہیں تو میں نے حضور کو گرنے سے روکا (بلغۃ الحیران، مبشرات مصنفہ مولوی حسین علی صاحب شاگرد مولوی رشید احمد صاحب) | حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض غلام پل صراط سے بجلی کی طرح گذر جائیں گے۔ اور پل صراط پر پھسلنے والے لوگ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مدد سے سنبھل سکیں گے آپ دعا فرمائیں گے رَبِّ سَلِّمْ (حدیث) جو کہے کہ میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پل صراط پر گرنے سے بچایا وہ بے ایمان ہے ؛ |
| ۱۵۔ مولوی اشرف علی صاحب نے بڑھاپے میں ایک کمسن شاگردنی سے نکاح کیا۔ اس نکاح سے پہلے ان کے کسی مرید نے خواب میں دیکھا کہ مولوی اشرف علی کے گھر میں حضرت عائشہ صدیقہ آنے والی ہیں جس کی تعبیر مولوی اشرف علی صاحب نے یہ کی کہ کوئی کمسن عورت میرے ہاتھ آوے گی۔ | حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ساری بیویاں مسلمانوں کی مائیں ہیں (قرآن کریم) خصوصاً صدیقۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کی وہ شان ہے کہ دنیا بھر کی مائیں ان کے قدم پاک پر قربان ہوں کوئی کمین آدمی بھی ماں کو خواب میں دیکھ کر جورو سے تعبیر نہ دے گا۔ یہ حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کی سخت توہین |

# بریلویوں کے یہاں سچ بولنا کفر اور جھوٹ بولنا عبادت ہے.

## تفسیر نعیمی جلد اول صفحہ ۳۶۹



تعلق : اس آیت کا پچھلی آیتوں سے چند طرح تعلق ہے ایک یہ کہ اس سے پہلے نو نعمتیں بیان ہو چکیں اب دسویں نعمت کا ذکر ہو رہا ہے لیکن فرق اس قدر ہے کہ وہ نعمتیں اعلیٰ تھیں اور یہ نعمت درحقیقت ان سے ادنیٰ لیکن بظاہر بنی اسرائیل کو یہ پیاری معلوم ہوئی کیونکہ ان چیزوں سے وہ اکتا چکے تھے دوسرے یہ کہ اس سے پہلے آسمانی نعمتوں کے بعد زمینی نعمت یعنی پانی عطا فرمانے کا ذکر ہو چکا اب ان زمینی غذاؤں کا ذکر ہے جو نعمت مع زحمت تھی۔ تیسرے یہ کہ اس سے پہلے بنی اسرائیل کی نعمتوں کا ذکر تھا اب ان کی نااہلی اور کم ہمتی اور ناشکری کا ذکر ہو رہا ہے کہ وہ آسمانی نعمتوں کے قابل ثابت نہ ہوئے اعلیٰ ہستی کھو کر پستی کے طالب ہوئے اس صورت میں یہ واقعہ دسویں نعمت نہیں بلکہ ان کی بے قدری کی وجہ ہے ہاں اگر یوں کہا جائے کہ یہ لوگ اس قابل تھے کہ ان سے تمام نعمتیں چھین لی جائیں مگر ہوا اگر یہی تھا کہ ہم نے نہ چھینیں تو یہ نہ چھیننا بھی ایک نعمت ہے۔

تفسیر : **واذ قلتم** یہاں بھی وہی فعل پوشیدہ ہے یعنی اے اسرائیلیو اور وہ واقعہ بھی یاد کرو جب تم نے کہا تھا اے نبی انہیں یاد دلاؤ خیال رہے کہ یہ واقعہ بھی میدان تیہ کا ہی ہے جب کہ وہ من و سلویٰ کھاتے کھاتے گھبرا گئے تھے کیونکہ وہ مصر میں رہ کر مختلف ترکاریاں کھانے کے عادی تھے۔ تفسیر کبیر نے فرمایا کہ ان کا یہ مطالبہ کرنا گناہ نہ تھا کیونکہ من و سلویٰ کھانا ان پر واجب نہ تھا بلکہ فقط مباح اور مباح کھانے کے بدلنے کی خواہش جرم نہیں البتہ چونکہ یہ بغیر محنت ملتا تھا جس سے یہ لوگ عبادت کا اتفاق موقعہ پاتے تھے اسی لئے موسیٰ نے اس کو خیر فرمایا اور اس کو **ادنیٰ** تفسیر عزیزی نے فرمایا کہ اتنے بڑے پیغمبر کو نام لے کر پکارنا کمال بے ادبی ہے انہیں چاہئے تھا کہ یا رسول اللہ یا نبی اللہ کہہ کر پکارتے دیوبندیوں کے پیشوا میاں اسمٰعیل دہلوی ان سے بھی دو درجہ آگے ہیں۔ کیونکہ وہ تو انبیاء کو بشر یعنی چودھری اور نمبردار بلکہ بھائی کہتے ہیں۔ حالانکہ ہمارے حضور کو تو خود حضرت عباس بھتیجا کہہ کر حضرت علی بھائی کہہ کر ازواج پاک زوج کہہ کر نہیں پکارتی تھیں بلکہ خود اللہ تعالیٰ نے یا محمد کہہ کر نہیں پکارا اجمالاً پکارا۔ **یا ایها النبی۔ یا ایها الرسول۔ یا ایها المزمل** وغیرہ پیارے القاب سے پکارا جب خالق یہ احترام کرے تو ہم کمینے گندے کس شمار میں ہیں۔ اگرچہ حضور اور سارے نبی بشری ہیں مگر یہ کہنا بے ادبی ہے ہاں کو والد صاحب کو باپ کی بیوی نہ کو خیال رہے کہ کبھی سچ بولنا کفر ہوتا ہے اور جھوٹ بولنا عین عبادت شیطان نے کہا مولا تو نے مجھے گمراہ کر دیا بات سچی تھی مگر وہ ہو گیا کافر۔ بے گناہ معصوم یا محفوظ بندے کہتے ہیں خدایا ہم بڑے گنہگار ہیں بات غلط ہے مگر یہ کہنا عبادت ہے نبی کو بشر کہنا بات سچی ہے مگر ہے بے ادبی **لن نصبر** یعنی ہم صبر کرسکتے تو ہیں مگر کریں گے نہیں۔ انہوں نے اپنی بدخلقی بیان نہ کی بلکہ بے صبری لہٰذا یہ دوسری بے ادبی تھی مانگنے کے لئے بھی ادب و تمیز چاہئے **علی طعام واحد** طعام طعم سے بنا ہے طعم لذت والی غذا کو کہتے ہیں اسی لئے کڑوی دواؤں کو طعام نہیں کہا جاتا۔ یہاں ایک کھانے سے مراد ہے بدلنے والا کھانا یعنی کہہ رہے ہیں کہ ہم سے ہر روز ایک سا ہی کھانا نہیں کھایا جاتا چند وجوں سے ایک یہ کہ کھاتے کھاتے عرصہ ہو چکا دوسرے یہ کہ ہم پہلے سے اس کھانے کے عادی نہ تھے۔ تیسرے یہ کہ ایک کھانے سے معدہ کمزور ہوتا ہے اور خواہش میں کمی آتی ہے نفس بھی اسے قبول نہیں کرتا چوتھے یہ کہ ہم زمین کے رہنے والے ہیں زمینی ہی غذائیں چاہتے ہیں بعض لوگوں نے کہا کہ ایک کھانے سے مراد یکساں کھانا ہے جو کہ غریب و امیر سب کو برابر ملے گا گویا وہ کہہ رہے ہیں کہ ہم کو مختلف کھانے چاہئیں جس سے بڑے اور چھوٹے کا فرق ظاہر ہو اور جس میں بعض بعض کے خدمت گزار بنیں (تفسیر روح البیان) اس صورت میں یہ ان کی

Scanned with CamScanner

+92 323 2560363 ~محمدعطااللہ سیالوی



ترکاریاں کھانے کے عادی تھے۔ تفسیر کبیر نے فرمایا کہ ان کا یہ مطالبہ کرنا گناہ نہ تھا کیونکہ من و سلویٰ کھانا ان پر واجب نہ تھا بلکہ فقط مباح اور مباح کھانے کے بدلنے کی خواہش جرم نہیں البتہ چونکہ یہ بغیر محنت ملتا تھا جس سے یہ لوگ عبادت کا کافی موقعہ پاتے تھے اسی لئے موسیٰ نے اسکو خیر فرمایا اور اس کو ادنیٰ۔ تفسیر عزیزی نے فرمایا کہ ان کے بڑے پیغمبر کو نام لے کر پکارنا کمال بے ادبی ہے۔ انہیں چاہئے تھا کہ یا رسول اللہ یا نبی اللہ کہہ کر پکارتے دیوبندیوں کے پیشوا میاں اسمٰعیل دہلوی ان سے بھی بڑھ گئے ہیں۔ کیونکہ وہ تو انبیاء کو بشر، ایلچی، چودھری اور نمبردار بلکہ بھائی کہتے ہیں۔ حالانکہ ہمارے حضور کو تو خود حضرت عباس چچا کہہ کر حضرت علی بھائی کہہ کر ازواج پاک زوج کہہ کر نہیں پکارتی تھیں بلکہ خود اللہ تعالیٰ نے یا محمد کہہ کر نہیں پکارا جیسا پکارا۔ یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ۔ یٰۤاَیُّهَا الرَّسُوْلُ۔ یٰۤاَیُّهَا الْمُزَّمِّلُ وغیرہ پیارے القاب سے پکارا جب خالق یہ احترام کرے تو ہم کیسے گندے کس شمار میں ہیں۔ اگرچہ حضور اور سارے نبی بشری ہیں مگر یہ کہنا بے ادبی ہے ماں کو والدہ صاحب کہو باپ کی بیوی نہ کہو خیال رہے کہ کبھی سچ بولنا کفر ہوتا ہے اور جھوٹ بولنا عین عبادت شیطان نے کہا رب اغویتنی مجھے گمراہ کر دیا بات سچی تھی مگر وہ ہو گیا کافر۔ بے گناہ، معصوم یا محفوظ بندے کہتے ہیں خدایا ہم بڑے گنہگار ہیں بات غلط ہے مگر یہ کہنا عبادت ہے نبی کو بشر کہنا بات سچی ہے مگر ہے بے ادبی لن نصبر یعنی ہم صبر کر سکتے ہیں تو مگر کریں گے نہیں۔ انہوں نے اپنی حالت بیان نہ کی بلکہ بے صبری ظاہر کی یہ دوسری بے ادبی تھی مانگنے کے لئے بھی ادب و تمیز چاہئے علی طعام واحد طعام طعم سے بنا ہے طعام اکثر اس غذا کو کہتے ہیں اسی لئے کڑوی دواؤں کو طعام نہیں کہا جاتا۔ یہاں ایک کھانے سے مراد بے بدلے والا کھانا ہے یعنی وہ کہتے ہیں کہ ہم سے ہر روز ایک سا ہی کھانا نہیں کھایا جاتا چند وجوہ سے ایک یہ کہ کھاتے کھاتے عرصہ ہو چکا دوسرے یہ کہ ہم پہلے سے اس کھانے کے عادی نہ تھے۔ تیسرے یہ کہ ایک کھانے سے معدہ کمزور ہو جاتا [illegible] کمی آتی ہے [illegible] بھی اسے قبول نہیں کرتا چوتھے یہ کہ ہم زمین کے رہنے والے ہیں زمینی ہی غذا [illegible]

3:10 PM

ے یہ عبارت دیکھائ تھی جاہل اس میں کیا
ہے بتا

3:11

اگر تیری بہن کا شوہر ہو تو اس کو تمہارے
کو چودنے والا کہنا سچ ہے یا نہیں مگر کیا
ہنا جائز ہے بتا جاہل

3:12

(العیاذ باللہ)

# احمد رضا بریلوی کا کفریہ عقیدہ۔۔اللہ تعالیٰ کا بعض کلام جھوٹ ہے

مبتدع کا امام احمد رضا لکھتا ہے: بعض ماھو کلام اللہ تعالی کاذب بالضرورۃ (اللہ تعالیٰ کے کلام کا بعض ضرور کاذب ہے)

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۵ ص ۳۳۶)

رضاخانی مشرکین عوام الناس کو اکثر یہ دھوکا دیتے نظر آتے ہیں کہ وہابیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جھوٹ بول سکتا ہے لیکن درحقیقت یہ رضاخانی کالا حضرت کا عقیدہ ہے جسے مخالفین کے سر تھوپنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

٣٣٦

اقول وباللہ التوفیق (میں کہتا ہوں اور توفیق اللہ تعالیٰ سے ہے۔ت)

… بعض ماھو کلام اللہ تعالی کاذب بالضرورۃ (اللہ تعالیٰ کے کلام کا بعض ضرور کاذب ہے۔ت) …

(باقی اگلے صفحہ پر)

معیار اعتدال پر صادر ہوتا جہاں شبہہ ہوتا مجھ سے دریافت کر لیتے ایک غزل میں یہ شعر خیال میں آیا ؎

خدا کرنا ہوتا جو تحت مشیت
خدا ہو کے آتا یہ بندہ خدا کا

میں نے کہا ٹھیک ہے یہ شرطیہ ہے جس کے لیے مقدم اور تالی کا امکان ضرور نہیں اللہ عزوجل فرماتا ہے قُلْ اِنْ کَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ فَاَنَا اَوَّلُ الْعٰبِدِیْنَ، اے محبوب تم فرمادو کہ اگر رحمٰن کے لیے کوئی بچہ ہوتا تو اسے سب سے پہلے میں پوجتا، ہاں شرط وجزا میں علاقہ چاہیے وہ آیہ کریمہ کی طرح یہاں بھی بروجہ حسن حاصل ہے بلاشبہہ جتنے فضائل وکمالات خزانہ قدرت میں ہیں سب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عطا فرمائے گئے اللہ عزوجل فرماتا ہے وَیُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَیْکَ اللہ اپنی تمام نعمتیں تم پر پوری کرے گا شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مدارج النبوۃ میں فرماتے ہیں۔

ہر نعمتیکہ داشت خدا، شد براو تمام

میرے ایک وعظ میں ایک نفیس نکتہ مجھ پر القا ہوا تھا اسے یاد رکھو کہ جملہ فضائل حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے معیار کامل ہے وہ یہ کہ کسی منعم کا دوسرے کو کوئی نعمت نہ دینا چار ہی طور پر ہوتا ہے یا تو دینے والے کو اس نعمت پر دسترس نہیں یا دے سکتا ہے مگر بخل مانع ہے یا جسے نہ دی وہ اس کا اہل نہ تھا یا وہ اہل بھی ہے مگر اس سے زائد اسے کوئی اور محبوب ہے اس کے لیے بچا رکھی۔ الوہیت ہی وہ کمال ہے کہ زیر قدرت ربانی نہیں، باقی تمام کمالات تحت قدرت الٰہی ہیں اور اللہ تعالیٰ اکرم الاکرمین، ہر جود سے بڑھ کر جواد۔ اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر فضل وکمال کے اہل اور حضور سے زائد اللہ عزوجل کو کوئی محبوب نہیں، لازم ہے کہ الوہیت کے نیچے جتنے فضائل جس قدر کمالات جتنی نعمتیں جس قدر برکات ہیں مولیٰ عزوجل نے سب اعلیٰ وجہ کمال پر حضور کو عطا فرمائیں، اگر الوہیت عطا فرمانا بھی زیر قدرت ہوتا [illegible]

# کتاب العقائد

## اللہ تعالیٰ کی طرف جھوٹ کی نسبت

**سوال:**۔ ذات باری تعالیٰ عزاسمہ موصوف بصفت کذب ہے یا نہیں اور خدائے تعالیٰ جھوٹ بولتا ہے یا نہیں اور جو شخص خدائے تعالیٰ کو یہ سمجھے کہ وہ جھوٹ بولتا ہے وہ کیسا ہے۔

**جواب:**۔ ذات پاک حق تعالیٰ اجل جلالہ کی پاک و منزہ ہے اس سے کہ متصف بصفت کذب کیا جاوے معاذ اللہ تعالیٰ اس کے کلام میں ہرگز ہرگز شائبہ کذب کا نہیں ہے قال اللہ تعالیٰ ومن اصدق من اللہ قیلاً[1] جو شخص حق تعالیٰ کی نسبت یہ عقیدہ رکھے یا زبان سے کہے کہ وہ کذب بولتا ہے وہ قطعاً کافر ہے ملعون ہے اور مخالف قرآن اور حدیث کا اور اجماع امت کا ہے وہ ہرگز مومن نہیں تعالیٰ اللہ عما یقول الظالمون علواً کبیراً[2] البتہ یہ عقیدہ اہل ایمان کا سب کا ہے کہ خدائے تعالیٰ نے مثل فرعون و ہامان و ابی لہب کو قرآن میں جہنمی ہونے کا ارشاد فرمایا ہے وہ حکم قطعی ہے اس کے خلاف ہرگز ہرگز نہ کرے گا۔ مگر وہ تعالیٰ قادر ہے اس بات پر کہ ان کو جنت دیدیوے عاجز نہیں ہو گیا قادر ہے اگرچہ ایسا اپنے اختیار سے نہ کرے گا۔ قال اللہ تعالیٰ ولو شئنا لاتینا کل نفس ھدٰھا ولکن حق القول منی لاملئن جھنم من الجنۃ والناس اجمعین[3] اس آیت سے واضح ہے کہ اگر خدا تعالیٰ چاہتا سب کو مومن کر دیتا مگر جو فرما چکا ہے اس کے خلاف نہ کرے گا اور یہ سب اختیار سے ہے اضطرار سے نہیں وہ فاعل

---

[1] اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اور اللہ سے بڑھ کر سچی کہنے والا کون ہے۔ [2] اللہ تعالیٰ اس کلام سے جو ظالم کہتے ہیں پاک ہے اور بہت پاک۔ [3] اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور اگر ہم چاہیں تو ہر نفس کو اس کی ہدایت دے دیں لیکن میری طرف سے قول ثابت ہو گیا کہ میں جہنم کو تمام جن وانس سے بھر دوں گا۔

## نقل خط حضرت سیدنا حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ مہاجر مکہ مکرمہ زاد اللہ شرفہ در مسئلہ امکان کذب برفع شبہات مولوی نذیر احمد خان صاحب رامپوری

(شبہ) براہین قاطعہ میں یہ لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے کذب ممکن ہے اس مسئلہ کی وجہ سے کتب الٰہیہ میں احتمال جھوٹ کا پیدا ہو سکتا ہے یعنی مخالفین کہہ سکتے ہیں کہ شاید یہ قرآن ہی جھوٹا ہے۔ اور اس کے احکام ہی غلط ہیں اور براہین قطعہ کی اس تحریر کی وجہ سے بہت لوگ گمراہ ہو گئے۔ از فقیر امداد اللہ چشتی فاروقی عفی اللہ عنہ۔ بخدمت مولوی نذیر احمد خاں صاحب بعد سلام تحیہ اسلام آنکہ آپ کا خط آیا مضمون سے مطلع ہوا۔ ہر چند کہ بعض وجوہ سے عزم تحریر جواب نہ تھا مگر بغرض اصلاح اور توضیح مطلب براہین قاطعہ بالاختصار کچھ لکھا جاتا ہے شاید اللہ تعالیٰ نفع پہنچا دے اِنْ اُرِیْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہِ ؕ

**جواب:۔** واضح ہو کہ امکان کذب کے جو معنی آپ نے سمجھے ہیں وہ تو بالاتفاق مردود ہیں یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف وقوع کذب کا قائل ہونا باطل ہے اور خلاف ہے نص صریح وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰہِ حَدِیْثًا و اِنَّ اللّٰہَ لَا یُخْلِفُ الْمِیْعَادَ[1] وغیرہما آیات کے وہ ذات پاک مقدس ہے شائبہ نقص کذب وغیرہ سے۔ رہا خلاف علماء کا جو دربارہ وقوع و عدم وقوع خلاف وعید ہے جس کو صاحب براہین قاطعہ نے تحریر کیا ہے۔ وہ دراصل کذب نہیں صورت کذب ہے اس کی تحقیق میں طول ہے الحاصل امکان کذب سے مراد دخول کذب تحت قدرت باری تعالیٰ ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے جو وعدہ وعید فرمایا ہے اس کے خلاف پر قادر ہے اگرچہ وقوع اس کا نہ ہو امکان کو وقوع لازم نہیں بلکہ ہو سکتا ہے کہ کوئی شے ممکن بالذات ہو اور کسی وجہ خارجی سے اس کو استحالہ لاحق ہوا ہو۔ چنانچہ اہل عقل پر مخفی نہیں پس مذہب جمیع محققین اہل اسلام و صوفیائے کرام و علمائے عظام کا اس مسئلہ میں یہ ہے کہ کذب داخل تحت قدرت باری تعالیٰ ہے پس جو شبہات آپ نے وقوع کذب پر متفرع کئے تھے وہ مندفع ہو گئے کیونکہ وقوع کا کوئی قائل نہیں یہ مسئلہ دقیق ہے عوام کے سامنے بیان کرنے کا نہیں اس کی حقیقت کے ادراک سے اکثر ابنائے زمان قاصر ہیں۔ آیات و احادیث کثیرہ سے یہ مسئلہ ثابت ہے ایک ایک مثال قرآن و حدیث کی لکھی جاتی ہے ایک جگہ ارشاد جناب باری ہے قل ھو القادر علی ان یبعث علیکم عذابا[2] الآیۃ دوسری جگہ ارشاد فرمایا وَمَا کَانَ ۱ ... م

---

[1] اور اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر سچا کہنے والا کون ہے اور اللہ تعالیٰ وعدہ کے خلاف نہیں فرماتا [2] کہہ دیجئے کہ اللہ تعالیٰ قادر ہے اس بات پر کہ تم پر عذاب بھیجے

فيستحيل صدوره عنه تعالى (وإما لغرض عائد إلى الله تعالى وهو منزه) عن ذلك لتعاليه عن الانتفاع والتضرر، (أو إلى العبد إما في الدنيا وإنه) أي الإتيان بها (مشقة بلا حظ) دنيوي فإن العبادة عناء وتعب وقطع للنفس عن شهواتها، (وإما في الآخرة وذلك إما تعذيبه) عليها (وهو قبيح) جداً (أو نفعه وهو المطلوب. الجواب: منع وجوب الغرض، وقد مر مراراً) كثيرة، (وأما العقاب ففيه بحثان. الأول: أوجب جميع المعتزلة والخوارج عقاب صاحب الكبيرة) إذا مات بلا توبة ولم يجوزوا أن يعفو الله عنه (لوجهين. الأول: أنه) تعالى (أوعد بالعقاب) على الكبائر (وأخبر به) أي بالعقاب عليها (فلو لم يعاقب) على الكبيرة وعفا (لزم الخلف في وعيده والكذب في خبره وإنه محال. الجواب: غايته وقوع العقاب فأين وجوبه) الذي كلامنا فيه إذ لا شبهة في أن عدم الوجوب مع الوقوع لا يستلزم خلفاً ولا كذباً، لا يقال: إنه يستلزم جوازهما وهو أيضاً محال لأنا نقول: استحالته ممنوعة كيف وهما من الممكنات التي تشملها قدرته تعالى. (الثاني: أنه إذا علم المذنب) أي المرتكب للكبيرة (أنه لا يعاقب على ذنبه) بل يعفى عنه لم ينزجر عن الذنب بل (كان ذلك تقريراً له على ذنبه) وعدم التوبة عنه (و) كان (إغراء للغير عليه وإنه قبيح مناف لمقصود الدعوة) إلى الطاعات وترك المنهيات (الجواب: منع تضمنه) أي تضمن عدم وجوب العقاب (للتقرير والإغراء، إذ شمول الوعيد وتعريض الكل للعقاب وظن الوفاء بالوعيد فيه من الزجر والردع ما لا يخفى، واحتمال العفو عن البعض احتمالاً مرجوحاً لا ينافي ذلك)، يعني أن الوعيد عام يتناول كل واحد من المذنبين بظاهره الذي يقتضي ظن الوفاء به في حقه فيحصل لكل منهم الظن بكونه معاقباً بذنبه، وذلك كاف في زجر العاقل عن استقراره على ذنبه بعدم التوبة عنه وفي ردع غيره عن اقترافه، وأما توهم العفو الناشئ

---

قوله: (والجواب منع وجوب الغرض) ولو سلم فالغرض التفضل بالنفع فأين الوجوب.

قوله: (لأنا نقول: استحالته ممنوعة) فإن قلت: الكذب نقص يستحيل عليه تعالى إجماعاً، ولا شك أن جواز المحال محال. قلت: الظاهر أن هذا الكلام بالنسبة إلى المعتزلة وهم لا يقولون إلا بالكلام اللفظي، وقد سبق أن النقص في الكلام اللفظي من قبيل القبح العقلي الذي نحن لا نقول به، نعم ثبت بخبر النبي عليه السلام انتفاء الكذب في كلامه مطلقاً، وأما أنه أمر محال في نفسه بناء على أنه نقص فممنوع، بقي هاهنا بحث وهو أن مراد المعتزلة بكون الشيء واجباً عليه تعالى أن الحالة اللائقة والحكمة المناسبة لمثل ذلك الحكيم أن يأتي به لا أنه ممتنع عقلاً بحيث لا يكون مقدوراً له وإلا يكون الباري تعالى موجباً بالنسبة إليه وهم مع إيجابهم عليه تعالى ما أوجبوه قائلون بكون الله تعالى مختاراً بلا خلاف منهم فعلى هذا اندفاع أصل استدلالهم بما ذكره في حيز الجواب محل كلام، فليتأمل.

# شرح المواقف

للقاضي عضد الدين عبد الرحمن الإيجي المتوفى سنة ٧٥٦هـ

تأليف

السيد الشريف علي بن محمد الجرجاني

المتوفى سنة ٨١٦هـ

ومعه

① (یعنی عقاب میں دو بحثیں ہیں۔ اول یہ کہ تمام معتزلیوں اور خارجیوں نے صاحب کبیرہ کے عقاب کو جب کہ وہ بلا توبہ مرجائے واجب قرار دیا ہے اور وہ دو وجہ سے تجویز نہیں کرتے کہ خداوند تعالیٰ انھیں معاف کر سکے گا۔ ایک یہ کہ اس نے کبائر پر عقاب کا وعدہ کیا ہے اور اس کی خبر دی ہے۔ لہٰذا اگر عقاب نہ کرے اور معاف کر دے تو اس کی وعید میں خلف اور اس کی خبر میں کذب لازم آئے گا اور وہ محال ہے۔ جواب اس کا یہ ہے کہ غایت اس کی وقوع عقاب ہے پھر وہ وجوب کہاں ثابت ہوا جس میں کلام ہو رہا ہے۔ اس لیے کہ بلاشک اگر وقوع عقاب ہو مگر وجوب نہ ہو، اس سے خلف اور کذب لازم نہیں آتا اور یہ بھی نہ کہا جائے کہ اس صورت میں ان کا جواز تو لازم آتا ہے۔ اس لیے کہ ہم کہتے ہیں کہ ان کا محال ہونا غیر مسلم ہے۔ کیونکہ وہ دونوں (خلف وکذب) ان ممکنات سے ہیں جن کو قدرت باری تعالیٰ شامل ہے)۔"

جس سے صاف ظاہر ہے کہ ان دونوں حضرات (صاحب مواقف اور شارح مواقف) کے نزدیک وکذب قدرت خداوندی سے باہر نہیں ہیں گو دوسری وجہ سے ان کو محال بالغیر کہا جاتا ہے۔

# سعودی عرب میں کوئی جوا خانہ نہیں کھلا

## سعودی عرب کے خلاف مہم چلانے والی لابیوں کا مقصد نفرت پیدا کرنا ہے

ریاض (محمد بلال طاہر) سعودی عرب کے شہر ریاض کے ایک اسٹیڈیم میں کھیلی جانے والی گیم (بلوت) جو کہ تاش کے پتوں کے ساتھ کھیلی جاتی ہے کی چمپئن شپ کو پاکستان اور دیگر ممالک میں سعودی عرب میں جوا خانہ کھولنے کے پراپوگنڈے کے ساتھ پیش کیا جا رہا ہے، بلوت سعودی عرب اور عرب دنیا میں عمومی طور پر کھیلی جانے والی گیم ہے جس کا جوئے سے کوئی تعلق نہیں ہے، اور اسی طرح یہ ایسے ہی ہے جیسے پاکستان، ہندوستان میں لڈو یا کرکٹ کا کھیلا جانا ہے، اسی طرح الشیخ عادل الکلبانی کا اسٹیڈیم میں آنا اور کچھ وقت اسٹیڈیم میں بیٹھنے کو جس طرح پیش کیا جا رہا ہے اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ سعودی عرب مخالف لابیاں کس طرح سعودی عرب کو بدنام کرنے اور مسلم امہ کو کمزور کرنے اور سعودی عرب کی نفرت پیدا کرنے کیلئے کوشاں ہیں، عادل الکلبانی کبھی بھی امام حرم کعبہ نہیں رہے اور نہ ہی ان کا ریاست حرمین سے کوئی تعلق رہا ہے۔

AL-HURRIYA NEWS INTERNATIONAL

عرض:۔ مندر میں نماز پڑھنا کیسا ہے؟۔

ارشاد:۔ اگر وہ کفار کے قبضہ میں ہے تو مکروہ وممنوع ہے کہ وہ ماوائے شیاطین ہے اور اول تو مندروں میں جانا ہی کب جائز ہے۔

ایک روز بعد نماز ظہر باہر تشریف فرما ہوئے ، عالی جناب فواضل اکتساب مولوی چودھری عبدالحمید خاں صاحب رئیس سہاور مصنف کنز الآخرہ بھی حاضر تھے ان سے ارشاد فرمایا کہ اس بار مجھے چونتیس دن کامل بخار رہا ، کسی وقت کم نہ ہوا انہوں نے عرض کیا حضور جاڑا بھی آتا تھا ، اس پر ارشاد ہوا جاڑا طاعون اور وبائی امراض جس قدر ہیں اور نابینائی ویک چشمی ، برص ، جذام وغیرہ وغیرہ کا مجھ سے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وعدہ ہے کہ یہ امراض تجھے نہ ہوں گے جس پر میرا ایمان ہے (پھر فرمایا) اس میں بھی خوف ہے کہ کوئی مرض نہ ہو بفضلہٖ تعالیٰ بخار و درد سر و درد کمر تو اکثر رہتا ہے ، ایک مرتبہ کمر میں بہت شدت سے درد ہوا اور اس کا اثر اعصاب پر پڑا کہ ہاتھ سیدھا نہ ہوتا تھا (پھر فرمایا) بخار و درد سر تو مبارک امراض ہیں کہ انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کو ہوا کرتے ، ایک صاحب حضرات اولیائے کرام میں سے تھے ان کو درد سر لاحق ہوا تمام رات نوافل میں گزار دی اس شکر یہ میں کہ مجھے وہ مرض دیا جو حضرات انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کا مرض ہے اور یہاں یہ حالت ہے کہ جب کبھی درد سر ہوا تو یہی کوشش کی جاتی ہے کہ اول وقت نماز عشا سے فارغ ہو جائیں۔ ایک صاحب کے رخسارہ پر لقوہ کا اثر ہو گیا تھا انہوں نے حاضر ہو کر حضور والا سے دعائے خیر چاہی ، ارشاد فرمایا ، لوہے کے پتر پر سورۂ زلزال شریف کندہ کرا لیجیے اور اسے دیکھتے رہا کیجیے۔

عرض:۔ حضور بسم اللہ کرانے کی کوئی عمر شرعاً مقرر ہے؟۔

ارشاد:۔ شرعاً کوئی وقت ... نہیں ... مشائخ کرام کے یہاں چار برس چار مہینے چار دن

(1) مولوی احمد یار خان بریلوی لکھتے ہیں کہ

''اس نے خبر دی کہ اہل جنت کو ہمیشہ جنت میں رکھے گا۔ ان کا خلود واجب ہو گیا۔ اگر نہ ہوتا معاذ اللہ کذب لازم آئیگا مگر اس سے انقطاع پر قدرت مسلوب نہ ہوئی۔ خلود و انقطاع دونوں ازلا ابدا زیر قدرت ہیں۔

(کلیات مکاتیب رضا اول۔ ص 83۔ مطبوعہ مکتبہ نبویہ لاہور)

(2) استاذ صدر الوری القادری المصباحی لکھتے ہیں کہ:

مطیع کو ثواب دینا یہ اس کا فضل و احسان ہے۔ اور گناہ گار کو عذاب دینا یہ اس کا عدل ہے اگر معاملہ الٹ ہو جائے۔ یعنی مطیع کو عذاب میں ڈال دے اور گناہ گار کو ثواب دے تو بھی اس کیلئے برا نہیں۔ (جمع الفرائد با نارۃ شرح العقائد ص 56 مطبوعہ مکتبہ المدینہ کراچی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# کتاب العقائد

## اللہ تعالیٰ کی طرف جھوٹ کی نسبت

(سوال) ذات باری تعالیٰ عز اسمہٗ موصوف بصفت کذب ہے یا نہیں اور خدائے تعالیٰ جھوٹ بولتا ہے یا نہیں اور جو شخص خدائے تعالیٰ کو یہ سمجھے کہ وہ جھوٹ بولتا ہے وہ کیسا ہے۔

(جواب) ذات پاک حق تعالیٰ جل جلالہ کی پاک و منزہ ہے اس سے کہ متصف بصفت کذب کیا جاوے معاذ اللہ تعالیٰ اس کے کلام میں ہرگز ہرگز شائبہ کذب کا نہیں ہے۔ قال اللہ تعالیٰ ومن اصدق من اللہ قیلا۔ (۱) جو شخص حق تعالیٰ کی نسبت یہ عقیدہ رکھے یا زبان سے کہے کہ وہ کذب بولتا ہے وہ قطعاً کافر ہے اور مخالف قرآن اور حدیث کا اور اجماع امت کا ہے وہ ہرگز مومن نہیں تعالیٰ اللہ عما یقول الظالمون علواً کبیرا (۲) البتہ یہ عقیدہ اہل ایمان کا سب کا ہے کہ خدائے تعالیٰ نے مثل فرعون وہامان وابی لہب کو قرآن میں جہنمی ہونے کا ارشاد فرمایا ہے وہ حکم قطعی ہے اس کے خلاف ہرگز ہرگز نہ کرے گا۔ مگر وہ تعالیٰ قادر ہے اس بات پر کہ ان کو جنت دے دیوے عاجز نہیں ہو گیا قادر ہے اگرچہ ایسا اپنے اختیار سے نہ کرے گا۔ قال اللہ تعالیٰ ولو شئنا لاٰتینا کل نفس ھدٰھا ولکن حق القول منی لاملأن جھنم من الجنۃ والناس اجمعین (۳) اس آیت سے واضح ہے کہ اگر خدا تعالیٰ چاہتا سب کو مومن کر دیتا مگر جو فرما چکا ہے اس کے خلاف نہ کرے گا اور یہ سب اختیار سے ہے اضطرار سے نہیں وہ فاعل مختار فعال لما یرید ہے، (۴) یہ عقیدہ تمام علماء امت کا ہے۔ چنانچہ بیضاوی میں تحت تفسیر قولہ تعالیٰ۔

لکھا ہے کہ عدم غفران شرک کا مقتضی وعید کا ہے ورنہ کوئی امتناع ذاتی نہیں اور یہ ہے عبارت اس کی وعدم غفران الشرک مقتضی الوعید فلا امتناع فیہ لذاتہ (۵) واللہ اعلم بالصواب۔

---

(۱) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اور اللہ سے بڑھ کر سچ کہنے والا کون ہے۔
(۲) اللہ تعالیٰ اس کلام سے جو ظالم کہتے ہیں پاک ہے اور بہت پاک۔
(۳) اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور اگر ہم چاہیں تو ہر نفس کو ہدایت دے دیں لیکن میری طرف سے قول ثابت ہو گیا کہ میں جہنم کو تمام جن وانس سے بھر دوں گا۔ (۴) جو چاہے کرنے والا۔ (۵) اور شرک کا معاف نہ ہونا وعید کا مقتضی ہے لہٰذا اس میں اس کی ذات کے لئے امتناع نہیں۔

## اللہ کی طرف بالفعل جھوٹ کی نسبت

(سوال) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم ما قولکم دام فضلکم فی ان اللہ تعالیٰ ھل یتصف بصفة الکذب ام لا ومن یعتقد انہ یکذب کیف حکمہ افتونا ماجورین ۔(۱)

(جواب) ان اللہ تعالیٰ منزہ من ان یتصف بصفة الکذب ولیست فی کلامہ شائبة الکذب ابداً کما قال اللہ تعالیٰ ومن اصدق من اللہ قیلا ومن یعتقدو یتفوہ بانہ تعالیٰ یکذب فھو کافر ملعون قطعا ومخالف الکتاب والسنة واجماع الامة تعالیٰ اللہ عما یقول الظالمون علوا کبیرا ۔ نعم اعتقاد اھل الایمان ان ماقال اللہ تعالیٰ فی القرآن فی فرعون و ھامان وابی لھب انھم جھنمیون فھو حکم قطعی لا یفعل خلافہ ابدالکنہ تعالیٰ قادر علی ان یدخل الجنة ولیس بعا جزعن ذلک ولا یفعل ھذا مع اختیارہ قال اللہ تعالیٰ ولو شئنا لاٰتینا کل نفس ھدٰ ىھا ولکن حق القول منی لا ملئن جھنم من الجنة والناس اجمعین فیتبین من ھذہ الاية انہ تعالیٰ لو شاء لجعلھم کلھم مومنین ولکنہ لا یخالف ماقال وقد ذلک بالاختیار لا بالاضطرار وھو فاعل مختار فعال لما یرید ھذہ عقیدة جمیع علماء الامة کما قال البیضاوی تحت تفسیر قولہ تعالیٰ ان تغفرلھم الخ وعلم غفران الشرک مقتضیٰ الوعید فلا امتناع فیہ لذاتہ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب(۲)

کتبہ الاحقر رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

---

(۱) آپ کا کیا قول ہے آپ کی فضیلت ہمیشہ باقی رہے اس بات میں کہ کیا اللہ تعالیٰ صفت کذب سے متصف ہو سکتا ہے یا نہیں اور جو یہ اعتقاد رکھے کہ وہ جھوٹ کہہ سکتا ہے تو اس کا کیا حکم ہے فتویٰ دیجئے اجر حاصل کیجئے۔

(۲) ترجمہ:۔ بے شک کہ اللہ تعالیٰ صفت کذب سے متصف ہونے سے منزہ ہے اور اس کے کلام میں جھوٹ کا شائبہ کبھی نہیں جیسے کہ خود اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اور "اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر سچا کون ہے۔" اور جو شخص کہ یہ اعتقاد رکھے اور زبان سے کہے کہ اللہ تعالیٰ جھوٹ کہتا ہے تو وہ قطعی کافر ملعون ہے اور کتاب و سنت اور اجماع امت کے خلاف ہے اللہ تعالیٰ پاک ہے اس بات سے جو ظالم کہتے ہیں انتہائی پاکی ہے ہاں اور اہل ایمان کا اعتقاد اس بارے میں کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے فرعون و ہامان و ابی لہب کے بارے میں قرآن میں فرمایا ہے کہ وہ جہنمی ہے وہ حکم قطعی ہے اس کے خلاف وہ کبھی نہ فرمائے گا۔ لیکن اس کے ساتھ یہ بھی ہے کہ وہ ذات پاک اس پر قادر ہے ان کو جنت میں داخل کردے اور وہ اس سے عاجز نہیں ہے لیکن باوجود اختیار کے وہ ایسا نہ کرے گا۔ ارشاد الٰہی ہے اور اگر ہم چاہیں تو ہر نفس کو اس کی ہدایت دے دیں لیکن میرا قول صحیح ہے کہ میں جہنم کو جن و انس سب سے بھر دوں گا۔ تو اس آیت سے ظاہر ہوا کہ وہ ذات پاک اگر چاہے تو سب کو مومن بنا دے لیکن وہ خلاف اپنے قول کے نہ کرے گا اور یہ سب اختیار سے ہے نہ کہ مجبوری سے اور وہ فاعل مختار ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے یہ عقیدہ تمام علماء امت کا ہے جیسا کہ بیضاوی نے اس آیت کی تفسیر کے تحت کہا ہے ان تغفر لھم (اگر تو ان کو بخش دے) اور شرک کا نہ بخشا جانا وعید کا مقتضیٰ ہے تو اس میں اس کے ذات کے لئے کوئی منع نہیں ہے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی کے خطوط کا جامع مجموعہ

# کلیاتِ مکاتیبِ رضا

ڈاکٹر شمس المصباحی پورنوی
(انڈیا)

مکتبہ بحر العلوم ◎ مکتبہ نبویہ
گنج بخش روڈ لاہور

بالفرض غلط علماء تصریح نہ بھی فرماتے، تو اپنا ایمان بھی کوئی چیز ہے۔ جس میں معاذ اللہ تقدیر گنجائش؟ وہ سبوح و قدوس کیونکر ہوا؟ اور اسکی تسبیح کیسی؟؟ تعالی اللہ عما یقو الظالمون علوا کبیرا۔

اور دیوبندیوں سے تو اب امکان کذب کی بحث ہی فضول ہے۔ ان کے ا گنگوہی نے صراحتًا وقوع کذب مان لیا اور تصریح کردی کہ جو اللہ تعالی کو معاذ اللہ کا بالفعل کہے، اسے کافر یا گمراہ یا فاسق کہنا کیا معنی؟ کوئی سخت لفظ نہ کہنا چاہئے۔ ا اختلاف حنفی شافعی کا سا ہے۔ اس بیان کے لئے میرے قصیدہ الاستمداد ۲۴ کے پہلے تین پھر ۲۵ انکا حاشیہ نمبری ۱۷۶ تا ۱۸۰ پھر اسکی تکمیلات میں ۹۱ سے ۹۴ تک ۹۵ تکملہ ملا فرمائے۔ "جہد المقل" کا مصنف اللہ عزوجل کا نہ صرف کاذب ہونا ممکن جانتا تھا، بلکہ بالا مکان ظالم، چور شرابی بھی جانتا تھا۔ یوں کروروں خدا موجود بالفعل مانتا تھا۔ اس کے کے لئے قصیدہ استمداد ص ۲۲ پر چور شرابی ظالم جاہل یہاں سے چار شعر تک اور اسی صفحہ پر حاشیہ نمبر ۱۵۴ تا ۱۵۸، ۱۶۰ اور تکمیلات آخر صفحہ ۸۱ سے ۸۲ تک تکمیل ۵۰ و ۵۱ اور اس کے رسالہ ایڈیٹر شکن کہ ص ۸۲ سے ۹۰ تک نوٹ میں ہے، ملاحظہ ہو۔ میں مطبع کو لکھ دونگا کہ سبحان السبوح ھدیۃ خدمت میں بنظر احتیاط بیرنگ حاضر کرے۔ والسلام مع الاکرام

(فقیر احمد رضا قدری عفی عنہ)

(فتاوی رضویہ مع تخریج و ترجمہ، طبع لاہور ۱۵/ ۵۱۳ تا ۵۱۹)

(۱۰)

از بھوالی بازار نینی تال

۲۶ رذی القعدہ الحرام ۱۳۳۹ھ

مولانا المکرم پہلا مسئلہ بہت ضروری ہے۔ لہذا احتیاطًا مسائل بیرنگ

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی کے خطوط کا جامع مجموعہ

# کلیاتِ مکاتیبِ رضا


ڈاکٹر شمس المصباحی پورنوی
(انڈیا)



مکتبہ بحر العلوم ۔ مکتبہ نبویہ
گنج بخش روڈ لاہور

یہ شرح ہے، میرے ان الفاظ کی۔ کہیئے اس میں کون سے ان کے مضر ہے۔ ہاں! اللہ مجھے معاف کرے۔ اتنا قصور ضرور ہوا کہ لہجہ نرم تھا۔ جس کے سبب گنجائش کا وہم گزرا۔ وہ بے عقل یہاں سے سبق لیں، جو سختی سختی پکارتے ہیں۔ زمانہ کی حالت یہ ہے کہ ذرا نرم لفظوں کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ ایک بات اور بھی قابل گزارش ہے کہ حدیث میں ارشاد فرمایا:

ان اعملت سیئة فاحدث عندھا توبةُ السر بالسر والعلانیه بالعلانیة. رواہ الطبرانی فی الکبیر عن معاذ بن جبل رضی اللہ تعالی عنه بسند حسن [۳]

علانیہ گناہ کی علانیہ توبہ کا حکم ہے اور انھوں نے اس کا یہاں تک اعلان کیا کہ اخبار میں شائع کرایا۔ اللہ تعالیٰ حدایت دے۔ والسلام

(فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ)

(فتاویٰ رضویہ مع تخریج و ترجمہ طبع لاہور ۱۴/۵۹۷ تا ۶۰۲)

---

[۱] منح الروض الازہر شرح فقہ اکبر باب الایمان ھو الاقرار و التصدیق مصطفی البابی مصر ص ۸۶

[۲] الحدیقۃ الندیہ باب کلمۃ الکفر مکتبہ نوریہ رضویہ، لائل پور ۲/۹۸۔۱۹۷

[۳] (الف) المعجم الکبیر حدیث: ۳۳۱ مکتبۃ الفیصلیہ، بیروت ۲۰/۱۵۹

(ب) کنز العمال حدیث: ۱۵۱۸۰ مؤسسۃ الرسالہ، بیروت ۴/۲۰۹

(۶)

از بریلی

۱۷ شوال ۱۳۳۶ھ

حضرت والا آداب!

میرے اس بیان میں دو دعوے ہیں۔ ایک یہ کہ طواف تعظیمی غیر کے لئے حرام ہے۔ دوسرے یہ کہ حضرت عزت کے لیے بھی اگر کعبہ معظمہ و صفا و مروہ کے سوا کوئی اور طواف مقرر کیا، تو ناجائز ہے۔ اول کا ثبوت عبارات منسک و مسلک میں اور دوم کا یہ بیان کہ تعظیم الٰہی بطواف امکنہ امر تعبدی غیر معقول المعنیٰ ہے۔ جس کی تصریح ائمہ نے فرمائی ہے کہ افعال حج تعبدی ہیں۔

امید کرتا ہوں کہ اس گزارش سے دونوں سوالوں کا حل ہوگیا۔

(فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ)

(فتاوی رضویہ، طبع بمبئی ۹/ ۳۴۸)

نہ ان کو، نہ اسکو۔ مگر اسکی ابتدا ان کی ابتدا سے سیکڑوں برس پہلے ہے۔

شروع روز قیامت میں آسمان وزمین پیدا ہو جائیں گے۔ لیکن جنتی جنت اور دوزخی دوزخ میں بعد حساب جائیں گے اور باہم بھی مقدار میں مختلف ہونگے۔ فقراء اغنیاء سے پانچ سو برس پہلے جنت میں جائیں گے۔ تو جانب ابتدا میں ان کا خلود ان سموات وارض کے دوام سے کم ہوا۔ کسی کا مثلاً ہزار برس کم، جیسی جس کے لیے مشیت ہوگی۔ کسی کا دو ہزار برس کم۔ الی غیر ذلک، اس کو فرماتا ہے: الا ماشاء ربک روایت لیاتین علی جھنم الخ دوزخ کے طبقہ اولی کے لیے ہے۔ جس کا نام جہنم ہے۔ اگرچہ مجموعہ کو جہنم کہتے ہیں۔ یہ طبقہ عصاۃ موحدین کے لیے ہے۔ یہ بے شک ایک روز بالکل خالی ہو جائیگا۔ جب لا الہ الا اللہ کہنے والا کوئی اس میں نہ رکھا جائے گا۔

(فقیر احمد رضا قادری)

(فتاویٰ رضویہ طبع بمبئی ۱۱/۸۴، ۸۵)



(۲)

از بریلی

۲۷ر جمادی الآخر ۱۳۳۸ھ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مبتدع، ضال ایک لفظ عام ہے۔ کافر کو بھی شامل کہ بدعت دو قسم ہے، مکفرہ و غیر مکفرہ۔ وقال تعالیٰ: و اما ان کان من المکذبین الضالین امام ابن حجر مکی نے بظاہر اس سے بھی ہلکے لفظ حرام کو کفر کہنے کے منافی نہ مانا۔ اعلام بقواطع الاسلام میں فرمایا:

ہو اور جس محال بالذات ہے۔ اس محال بالذات نے ان ممکنات کو اپنے اپنے وقت میں واجب بالغیر کردیا۔ اس سے معاذاللہ نہ قدرت مسلوب ہوئی، نہ جہل ممکن۔ بعینہ یہی بات خبر الٰہی میں ہے۔ اس نے خبر دی کہ اہلِ جنت کو ہمیشہ جنت میں رکھے گا۔ ان کا خلود واجب ہوگیا۔ اگر نہ ہو، تو معاذاللہ کذب لازم آئے۔ مگر اس سے انقطاع پر قدرت مسلوب نہ ہوئی۔ خلود و انقطاع دونوں ازلا ابداً زیر قدرت ہیں۔ مگر تعلق خبر نے خلود کو واجب بالغیر کردیا۔ اس سے نہ قدرت مسلوب ہوئی، نہ معاذاللہ کذب ممکن۔ کذب کے محال بالذات ہونے ہی نے تو اس ممکن کو واجب بالغیر کیا۔ اگر اس سے کذب ممکن ہوجائے، تو اسے واجب کون کرے۔



مولیٰ عزوجل کے وعدہ و وعید کسی میں تخلف ممکن نہیں، خود وعید ہی کے لیے ارشاد ہوا ہے: ما یبدل القول لدی ۔ جیسے وعدہ کو فرمایا۔ لن یخلف اللہ وعدہ۔ بعض کے کلام میں کہ خلف وعید کا لفظ واقع ہوا۔ تصریحات ہیں کہ اس سے مراد عفو ہے۔ یہ اگر معاذاللہ امکان کذب ہو تو، امکان کیسا؟ وقوع ہوا کہ عفو یقیناً واقع ہوگا۔ اس کی مفصل بحث ''سبحان السبوح'' میں ہے۔

آیۂ کریمہ: الا ماشاء ربک کے وہ معنی بعونہ تعالیٰ ذہن فقیر میں ہیں۔ جن کے بعد ہرگز ہرگز کسی تاویل کی حاجت نہیں۔ معنی ظاہر پر بلا تکلف مستقیم ہیں۔ خلود اہل دارین کو عمر آسمان و زمین سے مقدر فرمایا ہے! ما دامت السموٰات والارض ۔ ظاہر ہے کہ اس سے یہی بقائے آسمان و زمین مراد نہیں۔ جو نفخ صور پر منقطع ہے۔ بلکہ سماء و ارض کہ روز قیامت اعادہ کیے جائیں گے۔ ان کی عمر مراد ہے، جو ابدی ہے۔ اور کچھ شک نہیں کہ اس کی مقدار جنتیوں کے جنت، دوزخیوں کے دوزخ میں رہنے کی مقدار سے صدہا سال زائد ہے۔ کہ انتہا نہ ان کو، نہ اسکو۔ مگر اسکی ابتدا ان کی ابتدا سے سیکڑوں برس پہلے ہے۔

شروع روز قیامت میں آسمان و زمین پیدا ہو جائیں گے۔ لیکن جنتی جنت اور دوزخی دوزخ میں بعد حساب جائیں گے اور باہم بھی مقدار میں مختلف ہونگے۔ فقراء اغنیاء سے پانچ

## مولینا شاہ سید محمد آصف رضوی، فیل خانہ، کانپور، یوپی

(۱)

از بریلی

۱۵ر جمادی الاولی ۱۳۳۷ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

مولانا المکرم اکرمکم!

میں آج کل متعدد رسائل رد وہابیہ خذلہم اللہ تعالیٰ میں مشغول تھا۔ خبر الٰہی مثل علم الٰہی ہے۔ ان میں سے کسی کا خلاف ممکن نہیں۔ مگر یہ استحالہ بالغیر ہے، نفی قدرت نہیں کرتا۔ علم الٰہی ازلی میں تھا کہ زید کو فلاں وقت پیدا کریگا۔ اب واجب ہوا کہ زید اس وقت پیدا ہو۔ اگر نہ پیدا ہو۔ تو معاذ اللہ جہل لازم آئے۔ لیکن اس سے یہ لازم نہ آیا کہ مولیٰ تعالیٰ اس کو پیدا کرنے پر مجبور ہوگیا، نہ پیدا کرنے پر قادر نہ رہا۔ ورنہ پھر جہل لازم آئے کہ علم میں تو یہ تھا کہ اپنی قدرت سے اسے پیدا کرے گا اور یہ نہ ہوا، بلکہ معاذ اللہ مجبور ہوگیا۔

حاشا! بلکہ زید کا وجود و فنا ازلا ابداً تحت قدرت ہے اور تعلق علم کے سبب جس وقت اس کا وجود علم الٰہی میں تھا، وجود واجب ہے اور جس وقت فنا، فنا واجب ہے کہ خلاف ہو، تو جہل ہو اور جہل محال بالذات ہے۔ اس محال بالذات نے ان ممکنات کو اپنے اپنے وقت میں واجب بالغیر کردیا۔ اس سے معاذ اللہ نہ قدرت مسلوب ہوئی، نہ جہل ممکن۔ بعینہ یہی بات خبر الٰہی میں ہے۔ اس نے خبر دی کہ اہلِ جنت کو ہمیشہ جنت میں رکھے گا۔ ان کا خلود واجب ہوگیا۔ اگر نہ ہو، تو معاذ اللہ کذب لازم آئے۔ مگر اس سے انقطاع پر قدرت مسلوب نہ ہوئی۔ خلود و انقطاع دونوں ازلا ابداً زیر قدرت ہیں۔ مگر تعلق خبر نے خلود کو واجب بالغیر کردیا۔ اس سے نہ قدرت مسلوب ہوئی، نہ معاذ اللہ کذب ممکن۔ کذب کے محال بالذات ہونے ہی نے تو اس ممکن کو واجب بالغیر کیا۔ اگر اس سے کذب ممکن ہوجائے، تو اسے واجب کون کرے۔

گے تو اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں کو بھی مسخ کر دے گا اور ان کو اپنے دروازہ سے ہانک دے گا۔ تم ان لوگوں میں سے نہ بنو جن کو اللہ تعالیٰ نے علم کے باوجود گمراہ کر دیا۔ جب تو مخلوق کیلئے علم حاصل کرے گا تو تیرا عمل مخلوق کیلئے ہوگا اور جب تو علم خاص اللہ تعالیٰ کیلئے حاصل کرے گا تو تیرا عمل اللہ تعالیٰ کیلئے ہوگا۔ اور جب تو علم دنیا کیلئے حاصل کرے گا تو تیرا عمل دنیا کیلئے ہوگا اور جب تو علم آخرت کیلئے حاصل کرے گا تو تیرا عمل آخرت کیلئے ہوگا۔ شاخوں کی بنیاد جڑوں پر ہوا کرتی ہے جیسا تو کرے گا ویسا ہی اس کا بدلہ پائے گا۔ ہر برتن سے وہی چھلکتا ہے جو اس کے اندر ہوتا ہے تو اپنے برتن میں بدبودار روغن رکھ کر یہ چاہے کہ اس سے گلاب چھلکے یہ بھلا کیسے ہوسکتا ہے۔ تیری کوئی عزت نہیں تو دنیا میں دنیا اور اہل دنیا کیلئے عمل کرتا ہے اور تو یہ چاہتا ہے کہ کل تجھے آخرت ملے۔ تیری کوئی عزت نہیں تو عمل مخلوق کیلئے کرتا ہے اور چاہتا یہ ہے کہ تجھے کل خالق مل جائے اور اس کا قرب نصیب ہو جائے۔ تیری کوئی عزت نہیں ظاہر اور غائب تو یہی ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ تجھ کو عمل کے بغیر اپنے فضل و کرم سے عطا فرما دے تو یہ اس کے اختیار میں ہے۔ طاعت جنت کا عمل ہے اور گناہ جہنم کا عمل ہے۔ اس بعد اختیار اللہ تعالیٰ کو ہے اگر چاہے تو عمل کے بغیر کسی کو ثواب عطا فرما دے اور چاہے تو عمل کے بغیر کسی کو عذاب دے دے۔ وہ مالک و مختار جو چاہتا ہے کرتا ہے ان سے کوئی پوچھنے والا نہیں بلکہ مخلوق سے باز پرس ہوگی

اگر اللہ تعالیٰ ﴿فرضاً﴾ کسی پیغمبر اور صالحین میں سے کسی کو دوزخ میں داخل کر دے تو تب بھی وہ عادل رہے گا اور یہ محبت بالغہ ہوگی۔ ہم پر تو یہی واجب ہے کہ ہم کہیں کہ معاملہ و حکم سچا ہے اور ہم چون و چراں نہ کریں ایسا ہوسکتا ہے اور ممکن ہے اور اگر ہوگا حق بجانب ہوگا اور سراپا انصاف ہوگا البتہ یہ ایسی بات ہے کہ وقوع میں نہ آئے گی' اور نہ وہ اس میں سے کوئی بات کرے گا۔

# اللہ تعالیٰ کی طرف جھوٹ کی نسبت

(سوال) ذات باری تعالیٰ عزاسمہ موصوف بصفت کذب ہے یا نہیں اور خدائے تعالیٰ جھوٹ بولتا ہے یا نہیں اور جو شخص خدائے تعالیٰ کو یہ سمجھے کہ وہ جھوٹ بولتا ہے وہ کیسا ہے۔

(جواب) ذات پاک حق تعالیٰ جل جلالہ کی پاک و منزہ ہے اس سے کہ متصف بصفت کذب کیا جاوے معاذ اللہ تعالیٰ اس کے کلام میں ہرگز شائبہ کذب کا نہیں ہے۔ قال اللہ تعالیٰ ومن اصدق من اللہ قیلا۔ (۱) جو شخص حق تعالیٰ کی نسبت یہ عقیدہ رکھے یا زبان سے کہے کہ وہ کذب بولتا ہے وہ قطعاً کافر ہے اور مخالف قرآن اور حدیث کا اور اجماع امت کا ہے وہ ہرگز مومن نہیں تعالیٰ اللہ عما یقول الظالمون علواً کبیرا (۲) البتہ یہ عقیدہ اہل ایمان کا سب کا ہے کہ خدائے تعالیٰ نے جو مثل فرعون وہامان وابی لہب کو قرآن میں جہنمی ہونے کا ارشاد فرمایا ہے وہ حکم قطعی ہے اس کے خلاف ہرگز ہرگز نہ کرے گا۔ مگر وہ تعالیٰ قادر ہے اس بات پر کہ ان کو جنت دے دیوے عاجز نہیں ہو گیا قادر ہے اگرچہ ایسا اپنے اختیار سے نہ کرے گا۔ قال اللہ تعالیٰ ولو شئنا لاتینا کل نفس هدٰها ولکن حق القول منی لاملأن جهنم من الجنة والناس اجمعين (۳) اس آیت سے واضح ہے کہ اگر خدا تعالیٰ چاہتا سب کو مومن کر دیتا مگر جو فرما چکا ہے اس کے خلاف نہ کرے گا اور یہ سب اختیار سے ہے اضطرار سے نہیں وہ فاعل مختار فعال لما یرید ہے (۴) یہ عقیدہ تمام علماء امت کا ہے۔ چنانچہ بیضاوی میں تحت تفسیر قولہ تعالیٰ۔

گے تو اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں کو بھی مسخ کر دے گا اور ان کو اپنے دروازہ سے ہانک دے گا۔ تم ان لوگوں میں سے نہ بنو جن کو اللہ تعالیٰ نے علم کے باوجود گمراہ کر دیا۔ جب تو مخلوق کیلئے علم حاصل کرے گا تو تیرا عمل مخلوق کیلئے ہوگا اور جب تو علم خاص اللہ تعالیٰ کیلئے حاصل کرے گا تو تیرا عمل اللہ تعالیٰ کیلئے ہوگا۔ اور جب تو علم دنیا کیلئے حاصل کرے گا تو تیرا عمل دنیا کیلئے ہوگا اور جب تو علم آخرت کیلئے حاصل کرے گا تو تیرا عمل آخرت کیلئے ہوگا۔ شاخوں کی بنیاد جڑوں پر ہوا کرتی ہے جیسا تو کرے گا ویسا ہی اس کا بدلہ پائے گا۔ ہر برتن سے وہی چھلکتا ہے جو اس کے اندر ہوتا ہے تو اپنے برتن میں بدبودار روغن رکھ کر یہ چاہے کہ اس سے گلاب چھلکے یہ بھلا کیسے ہوسکتا ہے۔ تیری کوئی عزت نہیں تو دنیا میں دنیا اور اہل دنیا کیلئے عمل کرتا ہے اور تو یہ چاہتا ہے کہ کل تجھے آخرت ملے۔ تیری کوئی عزت نہیں تو عمل مخلوق کیلئے کرتا ہے اور چاہتا یہ ہے کہ تجھے کل خالق مل جائے اور اس کا قرب نصیب ہو جائے۔ تیری کوئی عزت نہیں ظاہر اور غائب تو یہی ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ تجھ کو عمل کے بغیر اپنے فضل و کرم سے عطا فرما دے تو یہ اس کے اختیار میں ہے۔ طاعت جنت کا عمل ہے اور گناہ جہنم کا عمل ہے۔ اس بعد اختیار اللہ تعالیٰ کو ہے اگر چاہے تو عمل کے بغیر کسی کو ثواب عطا فرما دے اور چاہے تو عمل کے بغیر کسی کو عذاب دے دے۔ وہ مالک و مختار جو چاہتا ہے کرتا ہے اس سے کوئی پوچھنے والا نہیں بلکہ مخلوق سے باز پرس ہوگی۔

اگر اللہ تعالیٰ (فرضاً) کسی پیغمبر اور صالحین میں سے کسی کو دوزخ میں داخل کر دے تو تب بھی وہ عادل رہے گا اور یہ محبت بالغہ ہوگی۔ ہم پر تو یہی واجب ہے کہ ہم کہیں کہ معاملہ و حکم سچا ہے اور ہم چون و چرا نہ کریں ایسا ہوسکتا ہے اور ممکن ہے اور اگر ہوگا حق بجانب ہوگا اور سراپا انصاف ہوگا البتہ یہ ایسی بات ہے کہ وقوع میں نہ آئے گی اور نہ وہ اس میں سے کوئی بات کرے گا۔

Scanned with CamScanner

علیہ وسلم کی نظیر ممتنع بالذات نہیں ہے، بلکہ نظیر اس لیے محال ہے کہ آپ کا خاتم النبیین ہونا اللہ تعالیٰ کے خبر دینے سے ثابت ہے اور اللہ تعالیٰ کی خبر میں کذب ممتنع بالغیر اور ممتنع بالغیر ہونا امکان ذاتی کے منافی نہیں ہے اور اگر امتناع سے مراد امتناع بالغیر ہے تو صغرٰے مسلم ہے، لیکن کبرٰے میں کلام ہے کہ اس جگہ ممتنع کس معنیٰ میں ہے، اگر اس جگہ بھی ممتنع بالغیر مراد ہو تو حدِ اوسط مکرر ہے لیکن کبرٰے ممنوع ہے کیونکہ ہمیں یہ تسلیم نہیں ہے کہ جس چیز کا وجود ممتنع بالغیر ہو وہ بھی اللہ تعالیٰ کی قدرت کے تحت داخل نہیں ہے جب کبرٰے میں ممتنع سے مراد ممتنع بالذات ہو تو کبرٰے کی صحت میں شک نہیں ہے لیکن حد اوسط مکرر نہ ہوئی اور (اصغر کا اکبر کے تحت) اندراج لازم نہ آیا۔ اس گفتگو سے واضح ہو گیا کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مثل کے واقع ہونے سے جو محال لازم آیا ہے وہ امتناعِ بالغیر کی وجہ سے ہے نہ کہ امکانِ ذاتی کی بنا پر۔

مخفی نہ رہے کہ یہ جواب ہمارے مقصد کے منافی نہیں ہے، کیونکہ ایسا ممکن بالذات جس کا واقع نہ ہونا نص قرآنی سے ثابت ہو اس کے وقوع کے ساتھ تین صفات کا تعلق برابر ہے۔ ۱۔ قدرت کا تعلق۔ ۲۔ ارادہ کا تعلق جس کا مطلب ہے دو مقدوروں میں سے ایک کو وقوع کے ساتھ خاص کرنا۔ ۳۔ خلق کا تعلق جس کا معنیٰ ہے شے کا عدم سے فعلیت اور وجود کی طرف نکالنا۔ خلاصہ یہ کہ جس ممکن کے واقع نہ ہونے کی خبر خود اللہ تعالےٰ نے دی ہے اس کا واقع ہونا ممتنع بالذات کی طرح قدرت سے خارج ہے اور اگر فرض کیا جائے کہ امتناع بالغیر بھی قدرت کے متعلق ہونے کے منافی نہیں ہے اور بہت سے افراد مظہر تجلیات افضل المرسلین صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیہم وسلم کی ذاتِ اقدس کے مماثل، امکان ذاتی اور تصور عقل کے پیش نظر صرف اس اعتبار سے کہ وہ ممکن ذاتی ہیں، قطع نظر امور خارجہ اور

إِنَّ الَّذِينَ يَفْتَرُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُونَ

الحمد للہ

سچے خدا کو جھوٹ کا عیب لگانیوالے تمام وہابیہ دیوبندیہ و غیر مقلدین سب کے عقیدۂ
خبیثۂ امکانِ کذب دروغ و فروغ دروغ خدا کا بے مثال رد و ابطال اُن کے شبہات واہیہ
باطلہ و اوہام عاطلہ کا دفع و ازہاق بروجہ کمال اُن پر اُن کی حماقتوں و قباحتوں کو اظہار
خباثتوں نجاستوں کو واضح و آشکار کرنیوالے یہ رسالے

مسمّٰے بنام تاریخی

# سبحٰن السبوح

عن

# عیب کذب مقبوح

۱۳۰۷

مزّق تمیس دمائے تقدیس والہیبۃ الجباریہ علیٰ جہالۃ الاخباریہ و پیکانِ جانگداز
بر فند بان بے نیاز و دامانِ باغ سبحٰن السبوح و القمع المبین لآمال المکذبین

از افادات و افاضات

مصنف سید نور اعلیٰحضرت مجدد دین و ملت قدس سرہ العزیز و تالیفات تلامذۂ حضور رحمۃ اللہ علیہ

باہتمام سید محمد معصوم صاحب حنفی قادری

نوری کتب خانہ بازار داتا صاحب لاہور چھپ کر شائع ہوا

طوالع الأنوار
من مطالع الأنظار
للقاضي ناصر الدين البيضاوي
المتوفى سنة ٦٨٥هـ
تحقيق وتقديم
عباس سليمان
دار الجيل
بيروت
المكتبة الأزهرية للتراث
القاهرة

العالم من الشرور الى الشيطان وسموه أهرمن ؛ وأجيب عنه بأنه مبني على الحسن والقبيح العقليين ، وسيأتي الكلام عليهما )[1] .

( وقال النَّظام : انه لا يقدر)[2] على القبيح ، لأنه يدلُّ على الجهل أو الحاجة ، وجوابه أنه لا قبيح بالنسبة اليه ، وإن سَلِم فالمانع حاصلٌ لأن[3] القدرة زائلة .

وقال البلخي[4] : انه تعالى[5] لا يقدر على مثل فِعْل العبد ، لأنه طاعةٌ ، أو سَفَهٌ ، أو عَبَثٌ . وأجيب بأن هذه الأمور اعتبارات تعرض للفعل[6] بالنسبة الى العبد .

وقال أبو علي وابنه[7] : إنه تعالى[8] لا يقدر على نفس مقدور العبد ، إلا لو أراده[9] أو كرهه العبد ، لزم وقوعُه ولا وقوعه للداعي والصارف .

وأجيب بأن المكروه لا يقع إذا لم[10] يتعلقْ به إرادة أخرى .

# خلف وکذب ان ممکنات سے ہیں جو قدرتِ باری تعالیٰ میں داخل ہیں



فيستحيل صدوره عنه تعالى (وإما لغرض عائد إلى الله تعالى وهو منزه) عن ذلك لتعاليه عن الانتفاع والتضرر، (أو إلى العبد إما في الدنيا وإنه) أي الإتيان بها (مشقة بلا حظ) دنيوي فإن العبادة عناء وتعب وقطع للنفس عن شهواتها، (وإما في الآخرة وذلك إما تعذيبه) عليها (وهو قبيح) جداً (أو نفعه وهو المطلوب. **الجواب**: منع **وجوب الغرض**، وقد مر مراراً) كثيرة، (وأما العقاب ففيه بحثان. الأول: أوجب جميع المعتزلة والخوارج عقاب صاحب الكبيرة) إذا مات بلا توبة ولم يجوزوا أن يعفو الله عنه (لوجهين. الأول: أنه) تعالى (أوعد بالعقاب) على الكبائر (وأخبر به) أي بالعقاب عليها (فلو لم يعاقب) على الكبيرة وعفا (لزم الخلف في وعيده والكذب في خبره وإنه محال. الجواب: غايته وقوع العقاب فأين وجوبه) الذي كلامنا فيه إذ لا شبهه في أن عدم الوجوب مع الوقوع لا يستلزم خلفا ولا كذبا، لا يقال: إنه يستلزم جوازهما وهو أيضا محال **لأنا نقول: استحالته ممنوعة** كيف وهما من الممكنات التي تشملها قدرته تعالى. (الثاني: أنه إذا علم المذنب) أي المرتكب للكبيرة (أنه لايعاقب على ذنبه) بل يعفى عنه لم ينزجر عن الذنب بل (كان ذلك تقريراً له على ذنبه) وعدم التوبة عنه (و) كان (إغراء للغير عليه وإنه قبيح مناف لمقصود الدعوة) إلى الطاعات وترك المنهيات (الجواب: منع تضمنه) أي تضمن عدم وجود العقاب (للتقرير والإغراء، إذ شمول الوعيد وتعريض الكل العقاب وظن الوفاء بالوعيد فيه من الزجر والردع ما لا يخفى، واحتمال العفو عن البعض احتمالاً مرجواً لا ينافي ذلك)، يعني أن الوعيد عام يتناول كل واحد من المذنبين بظاهره الذي يقتضي ظن الوفاء به في حقه فيحصل لكل منهم الظن بكونه معاقباً بذنبه، وذلك كاف في زجر العاقل عن استقراره على ذنبه بعدم التوبة عنه وفي ردع غيره عن اقترافه، وأما توهم العفو الناشئ

---

**قوله: (والجواب منه وجوب الغرض)** ولو سلم فالغرض التفضل بالنفع فأين الوجوب.

**قوله: (لأنا نقول: استحالته ممنوعة)** فإن قلت: الكذب نقص يستحيل عليه تعالى إجماعاً، ولا شك أن جواز المحال محال. قلت: الظاهر أن هذا الكلام بالنسبة إلى المعتزلة وهم لايقولون إلا بالكلام اللفظي، وقد سبق أن النقص في الكلام اللفظي من قبيل القبح العقلي الذي نحن لانقول به، نعم ثبت بخبر النبي عليه السلام انتفاء الكذب في كلامه مطلقا، وأما أنه أمر محال في نفسه بناء على أنه نقص فممنوع، بقي هاهنا بحث وهو أن مراد المعتزلة بكون الشيء واجباً عليه تعالى أن الحالة اللائقة والحكمة المناسبة لمثل ذلك الحكيم أن يأتي به لا أنه ممتنع عقلاً بحيث لا يكون مقدوراً له وإلا يكون الباري تعالى موجباً بالنسبة إليه وهم مع إيجابهم عليه تعالى ما أوجبوه قائلون بكون الله تعالى مختاراً بلا خلاف منهم فعلى هذا اندفاع أصل استدلالهم بما ذكروه في حيز الجواب محل كلام، فليتأمل.

# شَرحُ المواقِف

للقاضي عضد الدين عبد الرحمن الإيجي المتوفى سنة ٧٥٦هـ

تأليف

السيد الشريف علي بن محمد الجرجاني

المتوفى سنة ٨١٦هـ

وَمَعهُ

① (یعنی عقاب میں دو بحثیں ہیں، اول یہ کہ تمام معتزلیوں اور خارجیوں نے صاحب کبیرہ کے عقاب کو جب کہ وہ بلا توبہ مرجائے واجب قرار دیا ہے اور وہ دو وجہ سے تجویز نہیں کرتے کہ خداوند تعالیٰ انھیں معاف کر سکے گا۔ ایک یہ کہ اس نے کبائر پہ عقاب کا وعدہ کیا ہے اور اس کی خبر دی ہے۔ لہٰذا اگر عقاب نہ کرے اور معاف کردے تو اس کی وعید میں خلف اور اس کی خبر میں کذب لازم آئے گا اور وہ محال ہے۔ جواب اس کا یہ ہے کہ غایت اس کی وقوعِ عقاب ہے پھر وہ وجوب کہاں ثابت ہوا جس میں کلام ہو رہا ہے۔ اس لیے کہ بلاشک اگر وقوعِ عقاب ہو مگر وجوب نہ ہو، اس سے خلف اور کذب لازم نہیں آتا اور یہ بھی نہ کہا جائے کہ اس صورت میں ان کا جواز تو لازم آتا ہے، اس لیے کہ ہم کہتے ہیں کہ ان کا محال ہونا غیر مسلم ہے، کیونکہ وہ دونوں (خلف وکذب) ان ممکنات سے ہیں جن کو قدرتِ باری تعالیٰ شامل ہے)"

جس سے صاف ظاہر ہے کہ ان دونوں حضرات (صاحب مواقف اور شارح علیہما) کے نزدیک خلف وکذب قدرتِ خداوندی سے باہر نہیں ہیں گو دوسری وجہ سے ان کو محال لغیرہ کہا جاتا ہے۔

بقوله يا نبيء الله أى الخارج من مكة الى المدينة فأنكر عليه الهمزة وقيل النبي هو الطريق ومنه يقال للرسل من الله تعالى أنبياء لكونهم طرق الهداية اليه هذا بحسب اللغة وأما فى الشريعة فذهب الحكماء الى أن النبي من كان مختصا بخواص ثلاث الاولى أن يكون مطلعا على الغيب لصفاء جوهر نفسه وشدة اتصاله بالمبادى العالية من غير سابقة كسب وتعليم وتعلم الثانية كونه بحيث يطيعه الهيولى العنصرية القابلة للصور والمفارقة لها بدل الثالثة أن يشاهد الملائكة على صور متخيلة ويسمع كلام الله بالوحى

وقد أورد على هذا بانهم ان أرادوا بالاطلاع الاطلاع على جميع الغائبات فهو ليس بشرط فى كون الشخص نبيا بالاتفاق وان أرادوا به الاطلاع على بعضها فلا يكون ذلك خاصة للنبي اذ ما من أحد الا ويجوز أن يطلع على بعض الغائبات من دون سابقة تعليم وتعلم وأيضا النفوس البشرية كلها متحدة بالنوع فلا تختلف حقيقتها بالصفاء والكدر فما جاز لبعض جاز أن يكون لبعض آخر فلا يكون الاطلاع خاصة للنبي وأيضا ما جعلوه خاصة ثانية لا يكون مختصة بالنبي فانهم معترفون أيضا بان مادة العناصر مطيعة لغير الانبياء وأيضا ما جعلوه خاصة ثالثة غير متحققة لانهم منكرون للملائكة ولا يثبتون غير الجواهر المجردة العالية وهى غير مرئية عندهم وفى هذه الايرادات نظر اما الاول فلانهم أرادوا بالاطلاع الاطلاع على بعض ما لم تجر العادة به من غير سابقة تعليم وتعلم من غير عارض ولا شك ان مثل هذا البعض لا يكون لغير النبي وأما قولهم النفوس البشرية متحدة بالنوع فيجوز أن يثبت لكل ما يثبت لبعض فممنوع اذ يجوز أن يكون التفاوت راجعا الى استعدادات مختلفة بحسب أمزجة مختلفة وكذا الخاصة الثانية والثالثة ولئن سلم ان كل واحدة من هذه الخواص الثلاث ليست بخاصة مطلقة بل خاصة اضافية والمجموع خاصة مطلقة للنبي فلا يرد الاعتراض وذهب الاشاعرة الى أن النبوة موهبة من الله تعالى ونعمة منه على عبده وهو قول الله تعالى لمن اصطفاه من عباده أرسلتك وبعثتك و بلغ عنا وأما بيان احتياج الانسان الى النبي عليه السلام على طريقة حكماء الاسلام فبأن يقول ان الله تعالى خلق الانسان بحيث لا يستقل وحده بأمر معاشه لانه يحتاج الى غذاء ولباس ومسكن وسلاح كلها صناعية ليس كسائر الحيوانات التى يكون ما تحتاج اليه من الغذاء واللباس والمسكن والسلاح طبيعيا والشخص الواحد لا يمكنه القيام باصلاح تلك الامور وترتيبها لانه فى مدة لا يمكن عادة أن يعيش تلك المدة وان امكن فهو عسير جدا فكان أمر معاشه لا يتم بل لا يتيسر الا بمشاركة آخر من بنى جنسه ومعارضة ومعاونة تجرى بينهم ما فيما بين اهما عما يتوقف عليه صلاح الشخص أو النوع بحيث يزرع هذا لذلك ويخبز ذاك لهذا ويخيط واحد للآخر والآخر يتخذ الابرة له وعلى هذا قياس سائر الامور فيتم أمر معاش كل من بنى نوعه باجتماع ومعارضة ومعاونة فاذا الانسان محتاج بطبعه فى معاشه الى اجتماع يتيسر بسببه المعارضة والمعاونة والمعاضدة ولذلك قيل الانسان مدنى بطبعه فان التمدن عندهم عبارة عن هذا الاجتماع واجتماع الناس على المعارضة والمعاونة والمعاضدة لا يتم ولا ينتظم الا اذا كان بينهم معاملة وعدل لان كل واحد يشتهى ما هو محتاج اليه ويغضب على مزاحمه وجميع الخيرات والسعادات يختار لنفسه فان الخير مطلوب لذاته وحصول المقاصد الجسمانية والمطالب الحسية لواحد يستدعى فواتها عن غيره فلهذا يؤدى الى المزاحمة والانسان اذا ازدحم على ما يشتهيه غضب على المزاحم فيدعو شهوته وغضبه الى الجور والظلم على الغير ليستبد بذلك المشتهى فيقع من ذلك الهرج والتنازع ويختل أمر الاجتماع وهذا الاختلال لا يندفع الا اذا اتفقوا على معاملة وعدل فاحتاج الى العدل والمعاملة والعدل والمعاملة غير متناول للجزئيات التى لا تنحصر فلا بد من قانون كلى هو شرع يحفظه والشرع لا بد له من شارع يفرض ذلك الشرع على الوجه الذى ينبغى فاذا لا بد من شارع ثم انهم لو تنازعوا فى وضع الشرع وقع الهرج والمرج فينبغى أن يمتاز الشارع منهم باستحقاق الطاعة ليتقاد الباقون له فى قبول الشرع وذلك الاستحقاق انما يتحقق بان يختص بآيات ظاهرة ومعجزات باهرة تدل على انه من عند ربهم ويحث على اجابته وتصدقه فى

اور اس پر یہ اعتراض کیا گیا ہے کہ اگر فلاسفہ کی مراد یہ ہے کہ نبی کے لئے تمام مغیبات پر اطلاع ہونی چاہیئے تو یہ بالاتفاق نبی کے لئے کسی کے نزدیک بھی شرط نہیں ہے اور اگر ان کی مراد یہ ہے کہ بعض مغیبات پر اطلاع ہونی چاہیئے تو یہ نبی کے ساتھ خاص نہیں کیوں کہ کوئی شخص ایسا نہیں جس کو بغیر کسی سابق تعلیم و تعلم کے بعض، مغیبات پر اطلاع ہو جانی جائز نہ ہو علاوہ ازیں نفوس بشریہ نوع کے لحاظ سے سب متحد ہیں لہٰذا ان کی حقیقت صفائی اور کدورت، عدم صفائی، میں مختلف نہیں ہو سکتی سو جو بات بعض کے لئے ممکن ہے وہ سب کے لئے ممکن ہے پس اطلاع علی الغیب بھی نبی کا خاصہ نہ رہا۔

# ابو نصر معتزلی رضاخانی کا فضل حق خیر آبادی پر کفر کا فتویٰ

Sunni Friends لوی  Search

**Abunasar Meer Imam YahiYa**

اوپر پوچھے گئے کسی بھی سوال کو ہاتھ نہی لگایا۔

ممتنع بالغیر کا اصول قاصدیے میں ثابت کرچکا ہوں۔

اگر کوئی بلا دلیل اللہ کو ممتنع بالغیر کے تحت جھوٹا مانے تو وہ کافر ہے۔

اگر کوئی دلیل کے ساتھ (جو کی ہمارے نزدیک وہ بودی ہی ہیں) اختلاف کرے تو ہم اسے گمراہ، بدعتی، وہ قبیح عقائد والا کہتے ہیں

اب بھاگنا مت اوپر پوسٹ میں پوچھے گئے سوالات وہ دلائل پر ردود کرے۔

Like · Reply · Report · Just now

Write a comment...

Comment

ابو نصر معتزلی رضاخانی کہتا ہے کہ اللہ کیلئے کذب ممتنع بالغیر ماننے والا کافر بدعتی ہے۔ جبکہ فضل حق خیر آبادی لکھتے ہیں کہ اللہ کی خبر میں کذب ممتنع بالغیر ہے اور آگے لکھتے ہیں کہ ہمیں یہ تسلیم نہیں کہ کہ جس چیز کا وجود ممتنع بالغیر ہو وہ بھی اللہ کی قدرت میں داخل نہیں (شفاعت مصطفی ﷺ) اور اس کتاب کا ترجمہ وحاشیہ عبد الحکیم شرف قادری نے لکھا ہے اس عبارت کے حاشیہ میں لکھتا ہے کہ یہ صحیح نہیں ہے اور صحیح عقیدہ دیکھنے کیلئے وہ سبحان السبوح پڑھنے کا مشورہ دیتا ہے اپنے بندے کیلئے صرف یہ کہہ دیا کہ یہ صحیح نہیں ہے حالانکہ انصاف تو یہ ہوتا کہ اس پر بھی وہی فتویٰ لگاتا جو مولانا رشید احمد گنگوہی پر لگایا تھا گستاخی تو گستاخی ہوتی ہے چاہے اپنا کرے یا پرایا اور اس عقیدے کو یہ گستاخی سمجھتے ہیں اور یہ عقیدہ سبحان السبوح کے برعکس ہے اسلئے شرف قادری سبحان السبوح پڑھنے کا مشورہ دے رہا ہے اور سبحان السبوح میں احمد رضا نے مولانا رشید احمد گنگوہی کے امکان کذب والے عقیدے کی رد کرنے کی کوشش کی ہے تو شرف قادری کو چاہئے تھا مولانا فضل حق پر بھی وہی فتویٰ لگاتا جو مولانا رشید گنگوہی پر لگایا ہے یہ دوہرا معیار اور منافقت کیوں؟

الفلاسفة انه تعالى واحد لا يصدر عنه الا الواحد وقد سبق القول عليه حجة وجوابا وللقائل ان يقول
لهم على وجه الالزام انه تعالى هو الوجود الخاص المعروض للوجود المطلق عندكم فعليه حينئذ يجوز
ان يصدر عنه أكثر من واحد لا يقال الوجود المطلق اعتباري والامر الاعتباري لا يكون مؤثرا
لانا نقول الامر الاعتباري وان لم يجز أن يكون مؤثرا لكنه جاز أن يكون شرطا لتأثير المؤثر كما ذكرتم في
الصادر الاول فانكم جوزتم أن يكون الامكان والوجوب باعتبار الذات من الامور الاعتبارية شرطا
لتأثير المؤثر وباعتبارهما يصدر من الواحد الكثرة وقال المنجمون مدبر هذا العالم أي عالم العنصريات
وهو ما تحت فلك القمر هو الافلاك والكواكب وأوضاعها لما شاهدوا من ان تغيرات أحوال هذا العالم
مرتبطة بتغيرات أحوال الكواكب وأوضاعها وأجيب عنه بان غاية ما ذكرتم ان تغيرات أحوال
هذا العالم مرتبة على تغيرات أحوال الكواكب وأوضاعها وهو الدوران والدوران لا يقطع بعلية
المدار لتخلف العلية عن الدوران في المتضائفين فان كلا من المتضائفين مرتب على الآخر وجودا
وعدما فيكون الدوران ثابتا بينهما مع ان أحدهما ليس علة للآخر وكذا الدوران ثابت بين جزء العلة
وشرطها ولازمها وبين المعلول والمشروط والملزوم اذا كان جزء العلة وشرطها ولازمها مساوية في
الوجود للمعلول والمشروط والملزوم مع ان جزء العلة وشرطها ولازمها ليست بعلة وقالت الثنوية
والمجوس انه تعالى لا يقدر على الشر والا لكان شريرا وقال الامام فاعل الخير خير وفاعل الشر
شرير والفاعل الواحد يستحيل أن يكون خيرا وشريرا وقال صاحب التلخيص يقولون ان فاعل الخير
يزدان وفاعل الشر اهرمن ويعنون بهما ملكا وشيطانا والله تعالى منزه عن فعل الخير والشر والمانوية
يقولون ان فاعلهما النور والظلمة والديصانية يذهبون الى مثل ذلك والجميع يقولون ان الخير هو الذي
يكون جميع أفعاله خيرا والشرير هو الذي يكون جميع أفعاله شرا ومحال أن يكون الفاعل واحدا وأفعاله
كلها خيرا وشرا معا وقال الامام الجواب ان عنيتم بالخير والشرير موجد الخير والشر فلم قلتم ان الفاعل
الواحد يستحيل أن يكون فاعلا لهما وان عنيتم به غيره فبينوه قال صاحب التلخيص لم يتعرض الامام
لابطال ذلك بل يجوز أن يكون فاعلهما واحدا وجوابهم ان الخير والشر لا يكونان لذاتيهما خيرا وشرا
بل بالاضافة الى غيرهما واذا أمكن أن يكون شيء واحد بالقياس الى واحد خيرا وبالقياس الى غيره شرا
أمكن أن يكون فاعل ذلك الشيء واحدا وهو معنى قول المصنف والتزم وقال النظام انه تعالى لا يقدر على
خلق فعل القبيح لان فعل القبيح محال والمحال غير مقدور أما ان فعل القبيح محال فلانه يدل على جهل
الفاعل أو حاجته وهما محالان على الله تعالى والمؤدي الى المحال محال وأما ان المحال غير مقدور فلان
المقدور هو الذي يصح ايجاده وذلك يستدعي صحة الوجود والممتنع ليس له صحة الوجود وجوابه انه لا قبح
بالنسبة الى الله تعالى وان سلم ان القبيح قبيح مطلقا لكن المانع من فعله متحقق لان القدرة زائلة لان
القبيح حينئذ يكون محالا لغيره والمحال لغيره ممكن لذاته مقدور وكونه مقدورا لا ينافي
كونه محالا لغيره وقال البلخي انه تعالى لا يقدر على مثل فعل العبد أي مقدوره لان مقدور العبد اما
طاعة أو سفه أو عبث وذلك على الله محال وأجيب بان الفعل في نفسه حركة أو سكون وكونه طاعة
أو سفها أو عبثا اعتبارات تعرض للفعل بالنسبة الى العبد فلم لا يعرض للفعل من حيث انه صادر عن
العبد والله تعالى قادر على مثل ذلك الفعل وقال أبو علي الجبائي وابنه أبو هاشم ان الله تعالى قادر على
مثل مقدور العبد وليس بقادر على نفس مقدور العبد لان المقدور من شانه ان يوجد عند توفر دواعي
القادر وان يبقى على العدم عند توفر صوارفه فلو كان نفس مقدور العبد مقدورا لله تعالى فلو أراد الله
تعالى مقدور العبد وكرهه العبد لزم وقوعه لتحقق الداعي ولزم لا وقوعه لتحقق الصارف وأجيب بان
المكروه لا يقع عند وجود الصارف اذا لم يتعلق به ارادة أخرى مستقلة والتحقيق انه يمكن كون المقدور
مشتركا بين القادرين اذا أخذ من حيث هو غير مضاف الى أحدهما أما بعد الاضافة الى أحدهما فممتنع

وان سلم انّ القبيح قبيح مطلقًا، ولٰكنّ المانع من فعله متحقق، لا أنّ القدرة زائلة، لأنّ القبيح حينئذ يكون محالًا لغيره، والمحال لغيره ممكن لذاته ومقدور، فكونه مقدورًا، لاينافي كونه محالًا لغيره۔ انتهى۔ ①

جس کا مطلب یہ ہے کہ اگر یہ بھی تسلیم کرلیا جائے کہ فعل قبیح مطلقاً قبیح ہے، تاہم اس سے صرف اُس فعل کے مانع کا تحقق ہوگا۔ نہ یہ کہ قدرت بھی زائل سمجھی جائے۔ اس لیے کہ ایسی صورت میں فعل مذکور محال لغیرہ ہوگا۔ جو ممکن لذاتہ اور مقدور ہوتا ہے اور اُس کا تحت قدرت ہونا محال لغیرہ ہونے کے منافی نہیں ہے۔

العالم من الشرور الى الشيطان وسموه أهرمن؛ وأجيب عنه بأنه مبني على الحسن والقبيح العقليين، وسيأتي الكلام عليهما)[1].

(وقال النّظّام: انه لا يقدر)[2] على القبيح، لأنه يدلُّ على الجهل أو الحاجة، وجوابه أنه لا قبيح بالنسبة اليه، وإن سَلِم فالمانع حاصلٌ لأن[3] القدرة زائلة.

وقال البلخي[4]: انه تعالى[5] لا يقدر على مثل فِعْل العبد، لأنه طاعةٌ، أو سَفَهٌ، أو عَبَثٌ. وأجيب بأن هذه الأمور اعتباراتٌ تعرض للفعل[6] بالنسبة الى العبد.

وقال أبو علي وابنه[7]: إنه تعالى[8] لا يقدر على نفس مقدور العبد، إلا لو أراده[9] أو كرهه العبد، لزم وقوعُه ولا وقوعه للداعي والصارف.

وأجيب بأن المكروه لا يقع إذا لم[10] يتعلّقْ به إرادةٌ أخرى.

---

(١) ــ أ، ب، د.
(٢) ــ د.
(٣) أ: لا ان.
(٤) هو أبو القاسم عبدالله بن محمود الكعبي البلخي الخراساني، أحد أئمة المعتزلة وشيخ الكعبية منهم، له آراء ومقالات في الكلام انفرد بها. وقد أقام البلخي ببغداد مدة طويلة، وتوفي ببلخ سنة ٣١٩هـ (وفيات الأعيان ٢/٢٤٨، الفرق بين الفرق ص ١٨١، الملل والنحل ٧٧/٧٨).
(٥) ــ ب.
(٦) ــ ب.
(٧) يقصد: الجبائيان.. أبو علي الجبائي وابنه أبو هاشم.
(٨) ــ أ، ج، د.
(٩) أ، ب: و.
(١٠) أ: ما لم.



نظام معتزلی کہتا ہے کہ خدا قبیح افعال پر قادر نہیں کیوں کہ یہ بات جہالت اور حاجت پر دلالت کرتی ہے تو اس کا جواب ہے کہ خدا کی طرف جب نسبت ہو تو پھر ان میں قباحت نہیں ہے (طوالع الانوار من مطالع الانوار از قاضی ناصر الدین بیضاویؒ)

... صدق وکذب تو اون کی صفت کہا جائیگا

وہ بالبداہتہ صفت فعلی ہوگی نہ صفۃ ذاتی ہمارا مطلب اس موقعہ مین فقط یہی ہے کہ صدق و کذب مذکور صفات فعلیہ مین سو وہ تو بحمد اللہ ثابت و ظاہر ہوگیا مگر دو باتین ہمارے مفید مدعا عبارت مذکورسے اور معلوم ہوگئین اول تو یہ کہ صدق وکذب مذکور کے ثبوت امتناع کے لئے جو کہ صفات فعلیہ مین داخل ہے نبیح وہو سبحانہ لا یفعل القبیح سے استدلال کرنا معتزلہ کا مشرب ہے دوسرے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ یہ امر مسلک اہل سنت کے خلاف اور باطل ہے چنانچہ میر صاحب کا وہو نبار علی اصلہم وستعرف بطلانہ فرمانا اسکے لئے دلیل شافی ہو سو یہ دونون باتین یاد رکھنے کے قابل ہین۔

## مقدمہ ہفتم

امر ہفتم یہ ہے کہ صدور قبایح اور قدرت علی القبایح مین زمین آسمان کا فرق ہے امر اول کو عند اہل السنتہ بہ نسبت ذات خالق الکائنات محال کہا جاتا ہے تو امر دویم مسلمات مین سے ہے سب جانتے ہین کہ ذات تعالی شانہ سے افعال قبیحہ کے صدور کی نوبت نہین آسکتی لیکن افعال قبیحہ کو مثل دیگر ممکنات ذاتیہ مقدور باری جملہ اہل حق تسلیم فرماتے ہین کیونکہ خرابی ہے تو اون کے صدور مین ہے نفس مقدوریتہ مین اصلا کوئی خرابی لازم نہین آتی اگر ہوتا ہے تو کمال قدرۃ ثابت ہوتا ہے بلکہ امور مذکورہ کو قدرت سے خارج کرنے مین عموم قدرۃ علی الممکنات جو داخل کمال اور مسلمات اہل سنت مین سے ہے باطل ہوجائیگا کتب عقاید مین قدرتہ تعالی یعم سایر الممکنات اور کل ممکن مقدور۔ موجود ہے ادہر امکان کو مصحح مقدوریتہ کہنا سبکا قول ہے پہر صورت مقدوریتہ قبایح مین سواد ثلثہ مذکورہ امتناع ذاتی تین سے کسی کا تحقق لازم نہین آتا تو اب افعال قبیحہ کو قدرت قدیمہ حق تعالی شانہ سے کیونکر خارج کہہ سکتے ہین البتہ جو امور ایسے ہون کہ اونکے امکان صدور سے انفکاک ذات عن نفسہا یا انفکاک لوازم ذات لازم آئے جیسے اکل وشرب وغیرہ تو اونکو اگر قدرت قدیمہ سے خارج مانئے تو حق ہے کما لا یخفی علی اللبیب بالجملہ قبایح کے صدور کو ممکن بالذات کہنا بجا اور مذہب اہل سنت ہے البتہ بوجہ امتناع بالغیر اونکے تحقق و فعلیہ صدور کے کبھی نوبت نہین آسکتی جسکا خلاصہ یہ ہوا کہ قبایح تحت القدرۃ داخل ہوکر بوجہ حکمت و عدل و تقدس ممتنع الوقوع ہین یہ ہرگز نہین کہ امور

منتف فى حقه تعالى (ثم قال) أى صاحب العمدة (لا يوصف) الله (تعالى بالقدرة على
الظلم والسفه والكذب لان المحال لا يدخل تحت القدرة) أى لا يصلح متعلقا لها
(وعند المعتزلة يقدر) تعالى على كل مما ذكر (ولا يفعل اه) كلام صاحب العمدة
(و) كأنه انقلب عليه ما نقله عن المعتزلة اذ (لا شك فى أن سلب القدرة عما ذكر)
من الظلم والسفه والكذب (هو مذهب المعتزلة وأما ثبوتها) أى القدرة على ما
ذكر (ثم الامتناع عن متعلقها) اختيارا (فبمذهب) أى فهو بمذهب (الاشاعرة
أليق) منه بمذهب المعتزلة (و) لا يخفى ان هذا الاليق أدخل فى التنزيه أيضا اذ
(لا شك) فى (أن الامتناع عنها) أى عن المذكورات من الظلم والسفه والكذب
(من باب التنزيهات) عما لا يليق بجناب قدسه تعالى (فيسبر) بالبناء للمفعول أى
يختبر (العقل فى أن أى الفصلين أبلغ فى التنزيه عن الفحشاء أهو القدرة عليه)
أى على ما ذكر من الامور الثلاثة (مع الامتناع) أى امتناعه تعالى (عنه مختارا)
لذلك الامتناع (أو الامتناع) أى امتناعه (لعدم القدرة) عليه (فيجب القول
بأدخل القولين فى التنزيه) وهو القول الاليق بمذهب الاشاعرة (هذا الذى ذكرنا)

---

(قوله ثم قال) يعنى صاحب العمدة (ولا يوصف الله تعالى بالقدرة على
الظلم والسفه والكذب لان المحال لا يدخل تحت القدرة وعند المعتزلة يقدر
ولا يفعل اه ولا شك فى أن سلب القدرة عما ذكر هو مذهب المعتزلة وأما
ثبوتها ثم الامتناع عن متعلقها فبمذهب الاشاعرة أليق) قلت نقله عن المعتزلة
أكابر المتكلمين كأبى المعين وغيره (قوله ولا شك أن الامتناع عنها من باب
التنزيهات فيسبر العقل فى ان أى الفصلين أبلغ فى التنزيه عن الفحشاء أهو القدرة
عليه مع الامتناع منه مختارا أو الامتناع لعدم القدرة فيجب القول بأدخل
القولين فى التنزيه) قلت من يجوز منه وقوع تلك الامور فامتناعه مع القدرة
أبلغ لكن البارى لا يجوز منه الوقوع فلا يجوز وصفه بالقدرة عليه لان

العالم من الشرور الى الشيطان وسموه أهرمن ؛ وأجيب عنه بأنه مبني على الحسن والقبيح العقليين ، وسيأتي الكلام عليهما )[١] .

( وقال النَّظام : انه لا يقدر)[٢] على القبيح ، لأنه يدلُّ على الجهل أو الحاجة ، وجوابه أنه لا قبيح بالنسبة اليه ، وإن سَلِم فالمانع حاصلٌ لأن[٣] القدرة زائلة .

وقال البلخي[٤] : انه تعالى[٥] لا يقدر على مثل فِعْل العبد ، لأنه طاعةٌ ، أو سَفَهٌ ، أو عَبَثٌ . وأجيب بأن هذه الأمور اعتبارات تعرض للفعل[٦] بالنسبة الى العبد .
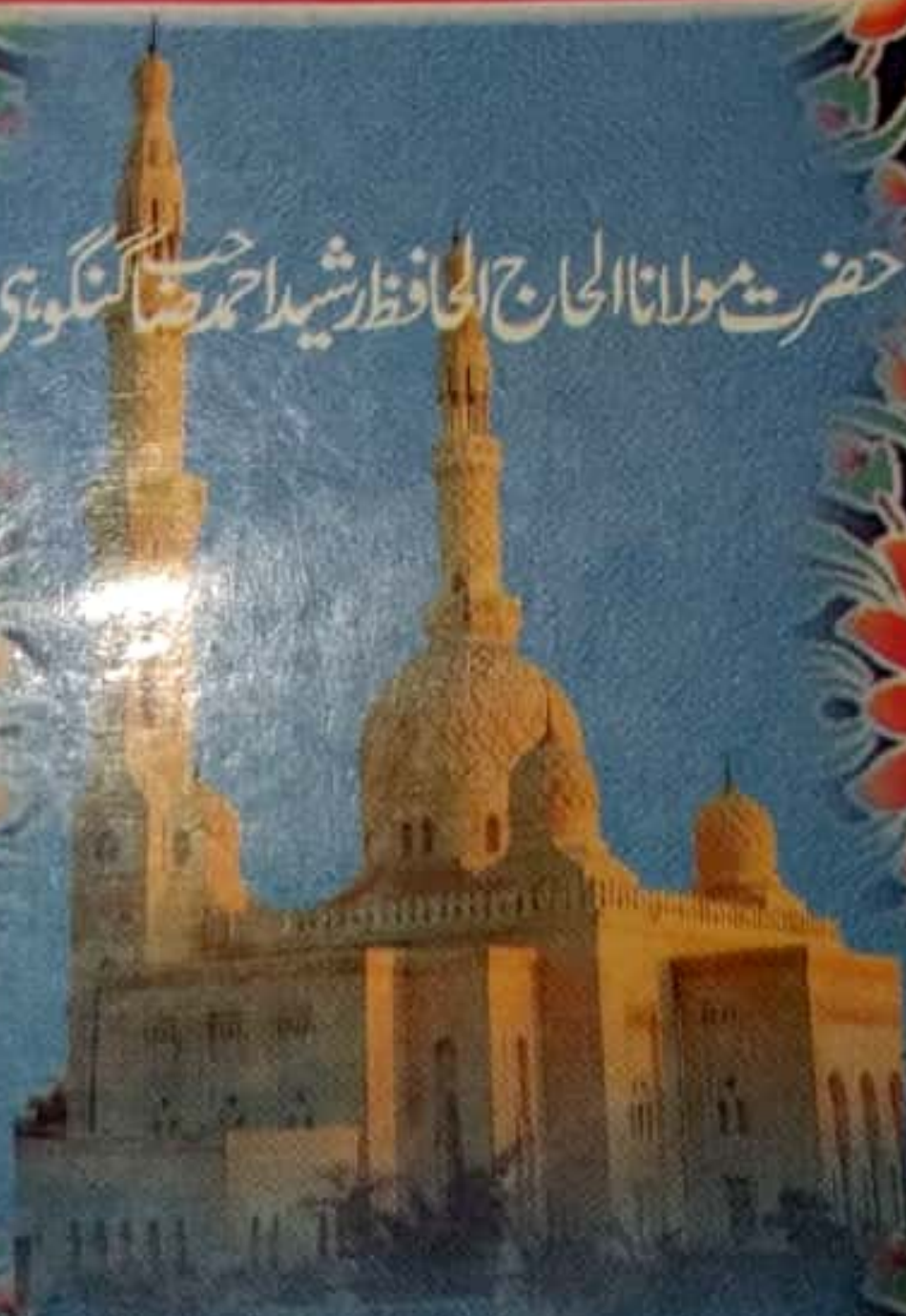
وقال أبو علي وابنه[٧] : إنه تعالى[٨] لا يقدر على نفس مقدور العبد ، إلا لو أراده[٩] أو كرهه العبد ، لزم وقوعُه ولا وقوعه للداعي والصارف .

وأجيب بأن المكروه لا يقع إذا لم[١٠] يتعلقْ به إرادةٌ أخرى .

فتاویٰ رشیدیہ
مبوّب بطرز جدید
حضرت مولانا الحاج الحافظ رشید احمد صاحب گنگوہی
جسیم بک ڈپو
پرائیویٹ لمیٹیڈ
۴۰۱ مٹیا محل، جامع مسجد، دہلی ۶

## ملفوظ

(۱) امکان کذب بایں معنی کہ جو کچھ حق تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے اُس کے خلاف پر وہ قادر ہے مگر باختیار خود اُس کو نہ کرے گا یہ عقیدہ بندہ کا ہے اور اس عقیدہ پر قرآن شریف اور احادیث صحاح شاہد ہیں اور علمائے امت کا بھی یہی عقیدہ ہے مثلاً فرعون پر ادخال نار کی وعید ہے مگر ادخال جنت فرعون پر بھی قادر ہے اگرچہ ہرگز جنت اس کو نہ دیوے گا۔ اور یہی مسئلہ مبحوث اس وقت میں ہے بندہ کے جملہ احباب یہی کہتے ہیں اُس کو اعدانے دوسری طرح پر بیان کیا ہوگا۔ اُس قدرت اور عدم ایقاع کو امکان ذاتی و ممتنع بالغیر سے تعبیر کرتے ہیں۔ فقط والسّلام۔

فتاویٰ رشیدیہ
مبوّب بطرز جدید
حضرت مولانا الحاج الحافظ رشید احمد صاحب گنگوہی
جسیم بک ڈپو
پرائیوٹ لیمیٹڈ
۴۰۱ مٹیا محل، جامع مسجد، دہلی ۶

## الجواب حامداً ومصلیاً

قدرت مستلزم صدور نہیں، کذب ممکن بالذات ممتنع بالغیر ہے کذب چونکہ قبیح ہے، اس لئے اس کا صدور باری تعالیٰ سے نہ کبھی ہوا اور نہ کبھی ہوگا، جو شخص صدور کذب کا قائل ہے، وہ کافر ہے، جیسا کہ فتاویٰ رشیدیہ میں ہے،[1] لیکن صدور نہ ہونے سے قدرت کا سلب لازم نہیں آتا، اگر قدرت نہ مانی جائے، تو عجز لازم آتا ہے جو کہ "اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ"[2] کے خلاف ہے، قرآن شریف میں تعریف کے موقعہ پر فرمایا ہے "ومن اصدق من الله قيلاً"[3]، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صدق کی ضد پر قدرت ضرور ہے، اور وہ کذب ہے کیونکہ اگر قدرت نہ ہو تو وہ صدق پر مجبور ہوگا، لہٰذا ایسی شئی بھی کچھ تعریف کے قابل ہوتی ہے کہ جس پر مجبور ہو اور اس کے خلاف پر قدرت نہ ہو، فعل قبیح تو قبیح ہوتا ہے، اور فعل قبیح پر قدرت قبیح نہیں ہوتی، اور یہ مسئلہ شرح مقاصد،[4] شرح مواقف،[5] تفسیر کبیر،[6] شامی،[7] وغیرہ سب میں موجود ہے، جہد المقل[8] المہند[9] وغیرہ میں اس کو خوب بسط سے بیان کیا ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دار العلوم دیوبند

---

[1] ومن يعتقد ويتفوه بانه تعالیٰ يكذب فهو كافر ملعون قطعاً ومخالف الكتاب والسنة واجماع الامة (فتاویٰ رشيديه ص ۲۰۸، كتاب العقائد، اللہ کی طرف بالفعل جھوٹ کی نسبت، مبوب بطرز جديد، مطبوعه مكتبه محموديه سهارنپور)

[2] سورۂ بقره الاية ۲۰/ **ترجمہ**:- بلاشک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہیں (بیان القرآن)

[3] سورۂ نساء الاية ۱۲۲/

**ترجمہ**:- اور خدا تعالیٰ سے زیادہ سچی بات کس کی ہوگی۔ (بیان القرآن)

[4] المنكرون لشمول قدرته طوائف (الى قوله)القائلون بانه لايقدر على الجهل والكذب والظلم (الى قوله) والجواب لانسلم قبح الشئى بالنسبة اليه (الى قوله) ولوسلم فالقدرة عليه لاتنافى امتاع صدوره عنه نظراً الى وجود الصارف وعدم الداعى وان كان ممكنا. (شرح مقاصد، ص ۳/۷۵، الفصل الثالث فى الصفات الوجودية، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت) (باقی حواشی اگلے صفحہ پر)

مسئلہ عموم قدرت (امکان کذب)
پر
لاجواب کتاب
الجهد المقل
في تنزيه
المعز المذل
حصہ اول ۔ دوم
تالیف لطیف
حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن نور اللہ مرقدہ
1600/=
پبلشرز
کتب خانہ رشیدیہ
نئی دہلی

بمذہب غیرہ سے بداہتہً ثابت ہوتا ہے اور خود آیۂ مذکورہ میں بھی یہی معنی مقصود ہیں کما لا یخفی بلکہ آیات
قرآنی میں لفظ ظلم اسی معنی میں شائع الاستعمال ہے باقی رہا ظلم بمعنی تصرف فی ملک الغیر اوسکا ممتنع
غیر مقدور ہونا اظہر من الشمس ہے کیونکہ ایسی کوئی چیز ہو ہی نہیں سکتی جو کہ مملوک جناب باری نہ ہی
ہنوز زیادہ تصریح مطلوب ہے تو دیکھیے علامہ دوانی شرح عقاید میں فرماتے ہیں والظلم قد یقال علی التصرف
فی ملک الغیر وہذا المعنی محال فی حقہ تعالی لان الکل ملکہ فلہ التصرف فیہ کما یشاء، وعلی وضع الشیء فی
غیر موضعہ واللہ تعالی احکم الحاکمین واعلم العالمین واقدر القادرین فکل ما وضعہ فی موضع یکون ذلک
احسن المواضع بالنسبۃ الیہ ان خفی وجہ حسنہ علینا اس عبارت سے بالتصریح ظلم کے ہر دو معنی
مذکورہ ثابت ہوتے ہیں اور صاحب تدس صایب کلام دوانی سے سمجھ سکتا ہے کہ ظلم بمعنی اول
کے محال ہونیکی یہ وجہ ہے کہ اوسکا محل ومرفع ہی متحقق نہیں پھر اوسکا تحقق ہو تو کیونکر ہو اور معنی
ثانی کا محل موجود ہے اور قدرت باری جو جملہ ممکنات کو شامل ہے وہ موجود یعنی فاعل و قابل دونوں
متحقق ہیں لیکن صفات دیگر مثل علم و قدرۃ وغیرہ کی وجہ سے اوسکا تحقق نہیں ہوگا کیونکہ بوجہ علم تام
حق تعالی شانہ کو مناسب غیر مناسب کا پورا پورا حال منکشف ہے پھر وجہ کمال قدرۃ کوئی محل اوسکی
قبول اثر قدرت کو رد نہیں کر سکتا تو اب باوجود ان سب کمالات کے محل غیر مناسب میں کسی امر کی
واقع کرنیکی کیا ضرورت ہو سکتی ہے محل مناسب کو چھوڑ کر محل غیر مناسب میں بلا ضرورۃ کسی اثر کو
محقق کرنا صریح مقتضیہ حکمت کے خلاف ہے ہاں نعوذ باللہ اگر ذات اقدس کا بوجہ نقصان علمی غیر
مناسب کو مناسب سمجھ جانا ممکن ہوتا یا بوجہ نقصان قدرت محل مناسب میں اثر کرنے سے اوسکے
عجز کا احتمال ہوتا تو پھر ظلم بمعنی الثانی کا تحقق سمجھ میں آ سکتا تھا مسایرہ مصنفہ امام ہمام ابن ہمام
اور اوسکی شرح مسامرہ میں ماتن و شارح دونوں بالتصریح التام یہ ارشاد فرما رہے ہیں اذ لا شک
فی ان سلب القدرۃ عما ذکر من الظلم والسفہ والکذب ہو مذہب المعتزلۃ واما ثبوتہا ای القدرۃ
علی ما ذکر ثم الامتناع عن متعلقہا اختیارا فبمذہب ای فہو بمذہب الاشاعرۃ الیق منہ بمذہب المعتزلۃ
ولا یخفی ان ہذا الالیق ادخل فی التنزیہ ایضا اذ لا شک فی ان الامتناع عنہا ای عن المذکورات من
الظلم والسفہ والکذب من باب التنزیہات عما لا یلیق بجناب قدسہ تعالی فیسبر بالبناء للمفعول ای
یختبر العقل فی ان ای الفصلین ابلغ فی التنزیہ عن الفحشاء اہو القدرۃ علیہ ای علی ما ذکر من الامور

نے بھی اسی مطلب کی طرف اشارہ کیا ہے امام ابن ہمام کا بھی یہی ارشاد ہے ولا یلزم القدرۃ لان المراد منہا
ہہنا التقدیر وقد یقدر شیئا وقد لا یقدرہ حتی لو اراد حقیقۃ قدرتہ تعالی یقع فی المحال کذا فی الکافی علی
ہذا القیاس درمختار وشامی وغیرہ کتب فقہ میں بھی یہ مضمون موجود ہے قاضی صاحب اپنی تفسیر میں ضمن
توجیہات ہل یستطیع ربک میں لکھتے ہیں قیل ہذہ الاستطاعۃ علی ما تقتضیہ الحکمۃ والارادۃ لا علی ما تقتضیہ
القدرۃ امام المتکلمین تفسیر کبیر میں آیہ فقدرنا فنعم القادرون کے ذیل میں ارشاد فرماتے ہیں انہ من القدرۃ
ای فقدرنا علی خلقہ وتصویرہ کیف شئنا واردنا الخ دوسرے موقع میں فرماتے ہیں ثالثہا ان نفسر القدرۃ
بالقضاء ورابعہا فظن ان لن نقدر ای فظن ان لن نفعل اور لیجیے شیخ الاسلام علامہ ابن حجر مکی امام
غزالی کے ارشاد لیس فی الامکان ابدع مما کان کی تحقیق میں فرماتے ہیں حاصل الجواب عن کلام الغزالی
المذکور ان ارادۃ اللہ سبحانہ وتعالی لما تعلقت بایجاد ہذا العالم واوجدہ وقضا ببقاء بعضہ الی غایۃ
وبقاء بعضہ لا الی غایۃ وہو الجنۃ والنار کان ذلک مانعا من تعلق القدرۃ الالہیۃ باعدام جمیع ہذا العالم
لان القدرۃ لا تتعلق الا بالممکن واعدام ذلک غیر ممکن لا لذاتہ بل لما تعلق بہ مما ذکرناہ الخ البشر ظہم امام
غزالی اور علامہ ابن حجر مکی کے ارشاد سے حسب معروضہ احقر قدرۃ کے دوسرے معنی معلوم ہوتے ہیں جب
ہمارا دعوی اقوال فقہا واہل اصول ومذاہب متکلمین ومفسرین کے موافق ثبوت کو پہنچ چکا تو اب ہم کو مزید
کسی دلیل وسند کی اصلا ضرورت نہیں لیکن بنظر افادہ جدید ورفع شبہ بعید یہ عرض اور ہے کہ امام رازی
رحمہ اللہ علیہ نے تحت تفسیر ہل یستطیع ربک یہ بیان فرمایا ہے واما علی قولنا فہو محمول علی ان اللہ تعالی
ہل قضی بذلک وہل علم وقوعہ فانہ ان لم یقض بہ ولم یعلم وقوعہ کان ذلک محالا غیر مقدور لان خلاف
المعلوم غیر مقدور یہ کلام مذہب اہل سنت کے صریح مخالف معلوم ہوتی ہے کیونکہ جملہ متکلمین واہل
اصول خلاف علم واخبار کو عند اہل السنۃ مقدور وممکن فرما رہے ہیں اسکا کوئی انکار نہیں کر سکتا البتہ
معتزلہ میں سے فرقہ اسواریہ کا یہ مذہب شرح مواقف وغیرہ میں مذکور ہے ان اللہ لا یقدر علی ما اخبر بعدمہ
او علم بعدمہ والانسان قادر علیہ الخ بلکہ خود امام ممدوح نے اپنی تفسیر میں اس امر کی تصریح فرمائی ہے کہ خلاف
علم واخبار اہل سنت کے نزدیک مقدور باری ہے سو اب اس تناقض ظاہری کے رفع کی صورت یہی
ہے کہ ہماری عرض سابق کو منظور فرمایئے اور کہیے کہ امام ممدوح نے جو محالا غیر مقدور فرمایا ہے قدرت
بالمعنی الثانی کے اعتبار سے فرمایا ہے اور جن صاحبوں نے ممکن ومقدور کہا ہے اونکا مطمح نظر معنی اول

قدرت نہیں ہو سکتے۔ قدرت کا تعلق ممکنات کے ساتھ ہوتا ہے نہ کہ واجبات کے ساتھ اور نہ محالات کے ساتھ قدرت اور ارادہ کا تعلق ان چیزوں کے ساتھ ہوتا ہے جن میں وجود اور عدم دونوں کی صلاحیت ہو اور جس چیز کا وجود عقلاً لازم اور ضروری ہو اور اس کا عدم محال ہو جیسے واجب الوجود اور صفات الٰہیہ تو ایسی چیزوں سے قدرت متعلق نہیں ہوتی۔ خدا کی قدرت کے کامل ہونے میں کوئی شبہ نہیں اور اس کی تاثیر کے کامل ہونے میں بھی کوئی شبہ نہیں ہاں اگر کسی چیز میں اثر قبول کرنے کی صلاحیت اور قابلیت ہی نہ ہو تو فاعل کا قصور نہیں بلکہ مفعول اور مقبول کا قصور ہے کہ اس میں معمول بننے کی صلاحیت نہیں ؎

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم
چشمہ آفتاب را چہ گناہ[1]

محل قدرت وہ چیز ہو سکتی ہے کہ جو منفعل اور متاثر ہو سکے اور واجب الوجود اور اس کی صفات کا منفعل اور متاثر ہونا عقلاً محال ہے۔ وہ واجب الوجود ہی کیا ہوا جس میں کسی کی تاثیر اثر کر سکے اور علی ہذا جو چیزیں عقلاً محال ہیں یعنی جن چیزوں کا عدم عقلاً ضروری اور لازمی ہے اور ان کا وجود عقلاً ناممکن اور محال ہے جیسے اجتماع نقیضین اور ارتفاع نقیضین۔ تو ایسے محالات سے بھی قدرت متعلق نہیں ہوتی اس لئے کہ محالات میں انفعال اور تاثر کی صلاحیت نہیں وہ محال ہی کیا ہوا کہ جو کسی اثر کو قبول کر سکے۔

خلاصہ کلام یہ کہ قدرت کا تعلق ممکنات کے ساتھ ہوتا ہے واجبات اور محالات کے ساتھ نہیں ہوتا لہٰذا اگر کوئی یہ سوال کرے کہ کیا خدا تعالیٰ کسی واجب الوجود کو معدوم اور کسی محال کو موجود کر سکتا ہے تو جواب میں یہ کہا جائے گا کہ قدرت اور مشیت کو واجبات اور محالات سے کوئی سروکار ہی نہیں مگر یہ کہنا کہ اللہ کو اس پر قدرت نہیں یہ بے ادبی اور گستاخی

(۱) اگر چمگادڑ دن کو نہیں دیکھتا تو اس میں آفتاب کا کیا قصور ہے۔



ہے اللہ تعالیٰ عجز سے پاک اور منزہ ہے۔ البتہ اللہ تعالیٰ کا علم واجب اور محال سب سے متعلق ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ کے لئے خدائی عقلاً لازم اور ضروری ہے مگر خدا کو یہ اختیار نہیں کہ وہ اپنی خدائی کو ختم کر دے اور خدا نہ رہے یا معاذ اللہ خدا اپنے علم کو ختم کر دے اور علم کو اپنے سے جدا کر کے علم سے خالی ہو جائے یہ باتیں عقلاً محال ہیں، قدرت ایسی چیزوں سے متعلق نہیں ہوتی۔ آفتاب سارے عالم کو روشنی پہنچاتا ہے مگر آئینہ اس کے انوار کو قبول کرتا ہے اور اینٹ اور پتھر میں انعکاس کی صلاحیت اور قابلیت نہیں تو قصور آفتاب کا نہیں بلکہ اینٹ اور پتھر کا ہے کہ اس میں انعکاس کی قابلیت نہیں۔

## خلاصہ کلام

یہ کہ خدا تعالیٰ علم والا اور قدرت والا ہے اور عالم کے عجیب و غریب تنوعات اس کے علم اور قدرت [illegible]

# فصل

## حضرت نانوتویؒ کی کچھ اور عبارات

''حضرت نانوتویؒ اور خدمات ختم نبوت'' وہ کتاب ہے جس میں حضرتؒ کی تیئس تحریروں سے شان رسالت اور ختم نبوت کی عبارتوں کو جمع کیا گیا، حضرت کی کچھ کتابیں ''خدمات ختم نبوت'' کی تصنیف کے بعد دستیاب ہوئیں ذیل میں ان کتابوں سے کچھ عبارات دی جائیں گی البتہ کتاب ''انتصار الاسلام'' کی عبارات خدمات ختم نبوت میں دی گئی ہیں مگر وہ عبارات مختصر ہیں ذیل میں ان کو قدرے تفصیل سے دیا گیا ہے۔

## عبارت کتاب فرائد قاسمیہ

''فرائد قاسمیہ'' حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کے مضامین کا ایک نادر مجموعہ ہے جسے حضرت مولانا سید عبدالغنی پھلاودی رحمہ اللہ تعالیٰ نے جمع کیا تھا حضرت مولانا مفتی نسیم احمد فریدی امروہی رحمہ اللہ تعالیٰ نے مقدمہ وتعارف لکھ کر اس کو شائع کیا۔

حضرت نانوتویؒ کے زمانے میں اس بارے میں لوگوں میں اختلاف ہوا کہ آنحضرت ﷺ کی نظیر ممکن ہے یا نہیں دوسرے لفظوں میں یوں کہو کہ نبی کریم ﷺ کی مثل پیدا کرنا اللہ تعالیٰ کی قدرت میں ہے یا نہیں حضرتؒ سے بھی اس بارے میں سوال ہوا آپ کے جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ کی قدرت میں ہے مگر چونکہ اس کا وعدہ ہے کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں اس اعتبار سے آپ ﷺ کی مثل محال یعنی ممتنع بالغیر ہے یقیناً آپ ﷺ کے بعد کوئی نیا نبی نہیں۔ اب حضرتؒ کا مضمون ملاحظہ ہو فرماتے ہیں:

اکثر بڑے عالم تو اس جانب ہیں کہ ماسوا خداوند کریم کے سب کا ثانی اور نظیر ممکن ہے اور وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ ہونا خدا ہی کو زیبا ہے اسی واسطے اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہی کے ساتھ یہ جملہ [وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ۔ راقم] لگایا گیا [چنانچہ وضو کے بعد کی

ہے کہ معتزلہ صرف کلام لفظی کو کلام باری کہتے ہین کیونکہ کلام نفسی کے تو مرے منکر ہی ہین تو اب خلاصہ
یہ ہوا کہ کلام لفظی از قبیل افعال ہے نہ از قبیل صفات تو جس صدق و کذب کو اوسکی صفت کہا جاویگا
وہ بالبداہتہ صفت فعلی ہوگی نہ صفتہ ذاتی ہمارا مطلب اس موقعہ مین فقط یہی ہے کہ صدق و
کذب مذکور صفات فعلیہ مین سو وہ تو بحمد اللہ ثابت و ظاہر ہو گیا مگر دو باتین ہمارے مفید مدعا عبارت
مذکورہ سے اور معلوم ہو گئین اول تو یہ کہ صدق و کذب مذکور کے ثبوت امتناع کے لئے جو کہ صفات
فعلیہ مین داخل ہے نہیج دہو سبحانہ لا یفعل القبیح سے استدلال کرنا معتزلہ کا مشرب ہے دوسرے
یہ بھی معلوم ہو گیا کہ یہ امر مسلک اہل سنت کے خلاف اور باطل ہے چنانچہ میر صاحب کا و ہو بنیاد
علی اصلہم و مستغرب لبطلانہ فرمانا اسکے لئے دلیل شافی ہے سو یہ دونون باتین یاد رکھنے کے قابل ہین۔

## مقدمہ ہفتم

امر ہفتم یہ ہے کہ صدور قبایح اور قدرت علی القبایح مین زمین آسمان کا فرق ہے امر اول کو عند
اہل سنتہ بہ نسبت ذات خالق الکائنات محال کہا جاتا ہے تو امر دویم مسلمات مین سے ہے سب
جانتے ہین کہ ذات تعالیٰ شانہ سے افعال قبیحہ کے صدور کی نوبت نہین آسکتی لیکن افعال قبیحہ
کو مثل دیگر ممکنات ذاتیہ مقدور باری جل جلالہ حق تسلیم فرماتے ہین کیونکہ خرابی ہے تو اون کے صدور
مین ہے نفس مقدوریتہ مین اصلا کوئی خرابی لازم نہین آتی اگر ہوتا ہے تو کمال قدرۃ ثابت ہوتا
ہے بلکہ امور مذکورہ کو قدرت سے خارج کرنے مین عموم قدرۃ علی الممکنات جو داخل کمال اور مسلمات
اہل سنت مین سے ہے باطل ہو جائیگا کتب عقاید مین قدرتہ تعالیٰ یعم سایر الممکنات اور کل ممکن
مقدور موجود ہے اور امکان کو مصحح مقدوریتہ کہنا سبکا قول ہے بہر صورت مقدوریتہ قبایح مین
مواد ثلثہ مذکورہ امتناع ذاتی مین سے کسی کا تحقق لازم نہین آتا تو اب افعال قبیحہ کو قدرت قدیمہ حق
تعالیٰ شانہ سے کیونکر خارج کہہ سکتے ہین البتہ جو امور ایسے ہون کہ اونکے امکان صدور سے انفکاک
ذات عن نفسہا یا انفکاک لوازم ذات لازم آئے جیسے اکل و شرب وغیرہ تو اونکو اگر قدرت قدیمہ سے
خارج مانئے تو حق ہے کما لا یخفی علی اللبیب بالجملہ قبایح کے صدور کو ممکن بالذات کہنا بجا اور مذہب
اہل سنت ہے البتہ بوجہ امتناع بالغیر اونکے تحقق و فعلیہ صدور کے کبھی نوبت نہین آسکتی جسکا خلاصہ یہ
ہوا کہ قبایح تحت القدرۃ داخل ہو کر بوجہ حکمت و عدل و تقدس ممتنع الوقوع ہین یہ ہرگز نہین کہ امور

قال اللہ تعالیٰ اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ

# عقائدُ الاِسلام

حصہ اول ودوم

جس میں اسلام کے عقائد کو دلائل عقلیہ ونقلیہ سے ثابت کیا گیا ہے
اور جدید وقدیم فلاسفہ اور ملاحدہ کے اعتراضات کا جواب دیا گیا ہے


مولفہ

استاذ العلماء شیخ التفسیر والحدیث

حضرت مولانا حافظ محمد ادریس کاندھلوی قدس اللہ تعالیٰ سرہ



ناشر

ادارہ اسلامیات

کراچی۔ لاہور

کی بحث بھی آجاتی ہے۔ بلفظہ صفحہ ۹ سطر ۶

اقول۔ مولوی صاحب! آپ نے بہت معقول فرمایا کہ مصنفین کا مطلب خلف وعید کو ثابت کرنا ہے۔ اور اسی میں امکان کذب باری تعالےٰ کی بھی بحث آجاتی ہے۔ تو خلف وعید اور کذب اللہ تعالیٰ ایک ہی بات ہے۔ گویا ایک اقبال ہے۔ تو بحث کی ضرورت نہیں۔ اچھا فرمایئے خلف وعید کے کیا معنے ہیں۔ یہی کہ اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ اور وعید کے خلاف کرتا ہے۔ دوسرے معنوں میں جھوٹ بولتا کیونکہ اگر اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ کے خلاف کرتا ہے تو صاف ہے کہ جھوٹ بولتا ہے اور یہی کذب باری تعالیٰ ہے۔ پس ثابت ہوا کہ جو کچھ میں نے لکھا ہے وہ صحیح ہے۔ اور یہی مطلب ان کتب کا ہے۔ پھر آپ نے کیسے لکھ دیا کہ مطلب نہیں سمجھے مطلب کو خبط کر کے لکھا ہے۔ یہاں آپ کی سمجھ کا ہی قصور نکلا۔

قولہٗ سو واضح رہے کہ خلف وعید کے اہل سنت بڑے شد و مد سے قائل ہیں۔ ... کیونکہ وہ قادر مطلق ہے۔ جیسا کہ آیت ذیل سے ثابت ہے إِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُقْتَدِرًا۔ بلفظہ صفحہ ۹ سطر ۹

اقول۔ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ خوب! یہاں تو آپ نے کمال کر دیا۔ اور ایسا ہی جھوٹ آپ نے لکھ مارا جیسے خداوند تعالےٰ اصدق الصادقین کی نسبت کذب لگانا۔ میں کہتا ہوں آپ کے دیوبندی بزرگ جن کے آپ حامی بنتے ہیں وہ تو اس مسئلہ کو اختلافیہ اشعریہ لکھ رہے ہیں۔ مگر آپ نے ان سے بھی بڑھ کر ایسا کمال کیا ہے جس کی داد پانے کے آپ مستحق ہیں۔ پہلے اس سے آپ کو اگر دستار فضیلت حاصل نہیں ہوئی ہے۔ تو اس کمال کے صلہ میں دو دستار بھی ملنی چاہئیں۔ دیکھئے مولوی رشید احمد و مولوی خلیل احمد صاحبان آپکے پیرومرشد اپنی براہین قاطعہ میں یوں لکھتے ہیں۔

(۱) امکان کذب کا مسئلہ تو اب جدید کسی نے نہیں نکالا بلکہ قدما میں اختلاف ہوا ہے۔ کہ خلف وعید آیا جائز ہے یا نہیں۔ بلفظہ صفحہ ۳ سطر ۱۵۔ براہین قاطعہ ۔

(۲) امکان کذب کہ خلاف وعید کی فرع ہے جو قدما میں مختلف فیہ ہو چکا ہے۔

بلفظہ صفحہ ۳۔ سطر ۱۰۔ براہین قاطعہ ۔

(۳) رد المحتار میں ہے [illegible] الخلف فی الوعید [illegible]

## دیوبندی

امکانِ کذب (جھوٹ) بایں معنی کہ جو کچھ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے اس کے خلاف پر وہ قادر ہے مگر باختیار خود اس کو نہ کرے گا۔ یہ عقیدہ بندہ کا ہے۔ الخ (فتاویٰ رشیدیہ ج ۱ ص مطبوعہ دہلی)

## بریلوی

آج تقریباً چودہ سو سال کا عرصہ گزر چکا ہے۔ کیا کسی بھی مسلمان نے یہ کہا تھا کہ خدا جھوٹ بولتا تو نہیں مگر بول سکتا ہے۔ اور پھر گنگوہی صاحب کا یہ قول کہ باختیار خود اس کو نہ کرے گا۔ اس سے تو صاف معلوم ہو گیا کہ دیوبندیوں کا عقیدہ ہے کہ نعوذ باللہ کبھی بے اختیاری میں خدا جھوٹ بول بھی سکتا ہے اور پھر قدرتِ الٰہیہ کو کذب اور جھوٹ کے ناپاک الفاظ سے تعبیر کرنا دیوبندیوں کا ہی شیوہ ہے۔

## دیوبندی

قدرت ہمیشہ ضدین کے ساتھ متعلق ہوتی ہے جس سے اس قدرت کا تعلق مثل صدق کے اس کی ضد (جھوٹ) کے ساتھ بھی واجب ہو گیا۔ گو باختیار ممتنع الوقوع ہو

(جہد المقل ص ۲۹۰)

## ملفوظ

(۱) امکان کذب بایں معنی کہ جو کچھ حق تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے اُس کے خلاف پر وہ قادر ہے مگر باختیار خود اُس کو نہ کرے گا یہ عقیدہ بندہ کا ہے اور اس عقیدہ پر قرآن شریف اور احادیث صحاح شاہد ہیں اور علمائے امت کا بھی یہی عقیدہ ہے مثلاً فرعون پر ادخال نار کی وعید ہے مگر ادخال جنت فرعون پر بھی قادر ہے اگرچہ ہرگز جنت اس کو نہ دیوے گا۔ اور یہی مسئلہ مبحوث اس وقت میں ہے بندہ کے جملہ احباب یہی کہتے ہیں اُس کو اعدا نے دوسری طرح پر بیان کیا ہوگا۔ اُس قدرت اور عدم ایقاع کو امکان ذاتی و ممتنع بالغیر سے تعبیر کرتے ہیں۔ فقط والسّلام۔

## الجواب حامداً ومصلیاً

قدرت مستلزم صدور نہیں، کذب ممکن بالذات ممتنع بالغیر ہے کذب چونکہ قبیح ہے، اس لئے اس کا صدور باری تعالیٰ سے نہ کبھی ہوا اور نہ کبھی ہوگا، جو شخص صدور کذب کا قائل ہے، وہ کافر ہے، جیسا کہ فتاویٰ رشیدیہ میں ہے،[۱] لیکن صدور نہ ہونے سے قدرت کا سلب لازم نہیں آتا، اگر قدرت نہ مانی جائے، تو عجز لازم آتا ہے[۲] جو کہ "اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ"[۳] کے خلاف ہے، قرآن شریف میں تعریف کے موقعہ پر فرمایا ہے "ومن اصدق من اللہ قیلا"[۴] اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صدق کی ضد پر قدرت ضرور ہے، اور وہ کذب ہے کیونکہ اگر قدرت نہ ہو تو وہ صدق پر مجبور ہوگا، لہٰذا ایسی شئ بھی کچھ تعریف کے قابل ہوتی ہے کہ جس پر مجبور ہو اور اس کے خلاف پر قدرت نہ ہو، فعل قبیح تو قبیح ہوتا ہے، اور فعل قبیح پر قدرت قبیح نہیں ہوتی، اور یہ مسئلہ شرح مقاصد،[۴] شرح مواقف،[۵] تفسیر کبیر[۶] شامی،[۷] وغیرہ سب میں موجود ہے، جہد المقل[۸] المہند[۹] وغیرہ میں اس کو خوب بسط سے بیان کیا ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند

الله يجتبي إليه من يشاء ويهدي إليه من ينيب

الحمد لله علی احسانہ کہ درین زمان فرخی اقتران کتاب مستطاب نسخہ لاجواب اعنی

# شرح فقہ اکبر

مصنفہ

## ملا علی قاری


زیر اہتمام: سعود علی بن مختار علی سنہ ۱۹۸۶ء

اشرفی بکڈپو دیوبند یوپی (انڈیا)

سول ایجنٹ: البدریہ بک اسٹال نوبازار کوٹکل کیرالہ 676503

وكأنه استفاد هذا المعنى المراد من سورة الاخلاص على صورة الاختصاص قُلْ هُوَ اللّٰهُ
اَحَدٌ اى متوحد فى ذاته منفرد بصفاته اَللّٰهُ الصَّمَدُ اى المستغنى عن كل احد المحتاج اليه
كل احد لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ اى ليس بمحل الحوادث ولا بحادث وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ
اى ليس له احد مماثلا ومجانسا ومشابها وموانسا وفيه رد على كفار مكة حيث قالوا
الملائكة بنات الله وعلى اليهود حيث قالوا عزير ابن الله وعلى النصارى حيث قالوا المسيح
ابن الله وان امه صاحبته له وفى التنزيل حكاية عن مؤمنى الجن وَاَنَّهٗ تَعَالٰى جَدُّ رَبِّنَا
مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا اى بطريق المجاز اذ على سبيل الحقيقة محال ذلك على الملك
المتعال والحاصل ان صانع العالم واحد اذ لا يمكن ان يصدق مفهوم واجب الوجود الا
على ذات واحدة متصفة بنعوت متعددة كما يستفاد من قوله تعالى لَوْ كَانَ فِيْهِمَا اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ
لَفَسَدَتَا ببرهان التمانع وتقريره انه لو امكن الٰهان لامكن بينهما تمانع بان يريد احدهما
سكون زيد والآخر حركته لان كلا منهما فى نفسه امر ممكن وكذا تعلق الارادة بكل منهما
ممكن فى نفسه ايضا اذ لا تضاد بين الارادتين بل بين المرادين فحينئذ اما ان يحصل
الامران فيجتمع الضدان او لا فيلزم عجز احدهما وهو امارة الحدوث والامكان لما فيه
من شائبة الاحتياج فالتعدد مستلزم لامكان التمانع المستلزم للمحال فيكون محالا
وهذا تفصيل ما يقال ان احدهما ان لم يقدر على مخالفة الآخر لزم عجزه
وان قدر لزم عجز الآخر وبما ذكرنا يندفع ما يقال انه يجوز ان يتفقا من غير تمانع
واما قول العلامة التفتازانى الآية حجة اقناعية اى يظن فى اول الامر
انها حجة ويزول ذلك عند تحقق المعرفة والملازمة عادية على ما
هو اللائق بالخطابيات فان العادة جارية بوجود التمانع والتغالب عند تعدد
الحاكم على ما يشير اليه قوله تعالى وَلَعَلَا بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ فالمحققون
كالغزالى وابن الهمام والبيضاوى ما قنعوا بالاقناعية وجعلوها من الحقائق
القطعية بل قيل يكفر قائلها والمسئلة مستوفاة فى الكتب الكلامية
ثم اعلم ان لو فى هذه الآية ليست لانتفاء الثانى فى الماضى بسبب انتفاء الاول
كما هو اصل اللغة بل للاستدلال بانتفاء الجزاء على انتفاء الشرط من غير دلالة
على تعيين زمان فانه قد يستعمل بهذا المعنى فى بعض المبنى لَا يُشْبِهُهٗ شَيْءٌ مِّنَ

# فرائدِ قاسمیہ

قاسم العلوم والمعارف حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رح

کے

## غیر مطبوعہ مضامین کا ایک نادر مجموعہ

جمع کردہ

حضرت مولانا حافظ سید عبدالغنی پھلاودی رحمۃ اللہ علیہ

مقدمہ و تعارف

(حضرت) مولانا مفتی نسیم احمد فریدی امروہی



ادارہ ادبیاتِ دلی - گلی قاسم جان دلی

۱۴۰۰ھ — ۱۹۸۰ء

پہر ایک جانب کے ترجیح کی وجوہ لکہون تو استفسار کے دونون جانب کے صاحبون مین اتنا سیقہ
نظر نہین آتا کہ اونکو سمجہین اس صورۃ مین ایسے مضامین کی تحریر مین اپنی اوقات کا خراب کرنا ہے
اور اپنے دماغ کا چور کر دینا ہے مگر یون سمجہہ کر کہ اور نہ سمجہینگے تو آپ بفضلہ تعالی صاحب وجدان ہین انشاءاللہ تعالی
خوب سمجہہ جاوینگے دو ایک باتین آسانسی لکہے دیتاہون مخدوم من علماء متقدمین مین تو اس مسئلہ مین
اختلاف دیکہا نہ سنا ہان تہوری دنونسی یہہ بات جہگڑی مین پڑ گئے اکثر بڑے عالم تو اس
جانب ہین کہ ماسوا خداوند کریم کے سب کا ثانی اور نظیر ممکن ہے اور وحدہ لاشریک ہونا خدا ہی کو
زیبا ہے اسواسطے اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہی کے ساتہہ یہہ جملہ لگایا گیا اَشْهَدُ
اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ کے ساتہہ نہ بڑہایا گیا اور مولوی فضل حق صاحب مرحوم اور
اونکی اتباع اس جانب گئے کہ ممکن نہین مولوی صاحب مذکور کے دلائل کو دیکہہ کر یون معلوم ہوتا ہے
کہ وہ بہی دل سے اسی بات کے قائل تہے کہ آپکا ثانی ممکن ہے کیونکہ دلائل سے اونکی فقط امتناع
بالغیر ثابت ہوتا ہے اور امتناع بالغیر خود امکان ہی پر دلالت کرتا ہے اسواسطے کہ امتناع بالغیر
کے یہہ معنی ہین کہ اپنی ذات سے تو فلانی چیز ممکن ہے پر کسی غیر کی وجہہ سے محال یا ممتنع ہوگئی سو اس
بات کے وہ لوگ بہی قائل ہین جو ممکن بتلاتی ہین کہ خداوند کریم کے وعدہ صادق کے سبب آپ کا ثانی
ممتنع ہوگیا اور محال بنگیا ممتنع ذاتی اور محال ذاتی نہین جیسے خدا کا ثانی اور اوسکا نظیر محال اور ممتنع
ذاتی ہے یعنی کسی غیر کے سبب محال اور ممتنع نہین ہوگیا اپنی ذات اور اپنی اصل سے محال اور ممتنع ہے

اللّٰہ لا الٰہ الا ھو الحی القیوم لا تاخذہ سنۃ ولا نوم

# کتاب المسامرۃ

للکمال بن ابی شریف

# بشرح المسایرۃ

للعلامۃ الکمال بن ہمام فی علم الکلام رحمہما اللّٰہ تعالیٰ

وقد وضعنا علی ہامشہ

حاشیۃ للشیخ زین الدین قاسم الحنفی رحمہ اللّٰہ تعالیٰ

تحت اشراف ............ سعود علی

الناشر

المکتبۃ الاشرفیۃ بدیوبند، یوپی، الہند

الدين في شرح المقاصد (بعد ما حكى كلامهم هذا) الذي أوردناه
وأنا أتعجب من كلام هؤلاء المحققين الواقفين على محل النزاع
كيف لم يتأملوا أن كلامهم هذا في محل الوفاق لا في محل النزاع فإن محل النزاع
صفات الباري سبحانه قلنا لا خلاف بين الأشعرية وغيرهم في أن كل ما كان وصف
تعالى منزه عنه وهو محال عليه تعالى والكذب وصف نقص
سلموا أنه وصف نقص في حقهم مطلقا لأنه قد يحسن بل قد
ضع رجل معصوم يقصد قتله عدو وإنا قلنا الإخفاء في أن
عقلاء وخروجه لعارض الحاجة للعاجز عن الدفع إلا به
املة الغني مطلقا سبحانه فقد تم كونه وصف نقص
تعالى فهو مستحيل في حقه عز وجل (ثم قال صاحب العمدة
بو البركات النسفي تخليد المؤمنين في النار والكافرين في
ي الأشاعرة قالوا لأن السمع ورد بخلافه) فيمتنع وقوعه
الحنفية لا يجوزه) كلام العمدة مع إيضاحه وقوله لا

القبح كالة قبل وروده) فكما أنه قبل ورود الشرع ليس بذاته حسن
حسن الفعل وقبحه بالمعنى الذي تقدم هو الشرع لا بمعنى أنه

وانقه (تعذيبهم) أي الكفار (واقع) لا محالة بالاتفاق منا ومنكم معشر الأشعرية ومن
وافقكم (فيكون) وقوعه (على وجه الحكمة) كما هو شأن أفعال العزيز الحكيم سبحانه (فعدمه)
أي التعذيب بأن يعفو عنهم (على خلافها) أي على خلاف الحكمة الذي يجب تنزيه أفعاله تعالى
عنه (قلنا) بعد التنزل إلى تسليم قاعدة الحسن والقبح العقليين (هذا) الجزم منكم بلزوم كون
العفو على خلاف مقتضى الحكمة (للقصور) منكم (عن فهم مناسبة الشيء) الواحد (للضدين
وهو) أي مناسبة الشيء الواحد للضدين (ثابت في الشاهد) حيث ثبت في العقل مناسبة قتل
الملك لعدوه إذا ظفر به) تشفيا لما عنده من الحنق عليه (وعفوه عنه) إظهارا لعدم الالتفات
إليه تحقيرا لشأنه وقدمنا أنه يستحيل عليه تعالى الاتصاف بحقيقة الحنق أيضا ليتشفى
بالعقاب) فالباعث على العقاب في الشاهد منتف في حقه تعالى (ثم قال) أي صاحب
العمدة (لا يوصف) الله (تعالى بالقدرة على الظلم والسفه والكذب لأن المحال لا يدخل
تحت القدرة) أي لا يصلح متعلقا لها (وعند المعتزلة يقدر) تعالى على كل مما ذكر (ولا يفعله
انتهى) كلام صاحب العمدة (وكأنه انقلب عليه ما نقله عن المعتزلة إذ لا شك في أن
سلب القدرة عما ذكر) من الظلم والسفه والكذب (هو مذهب المعتزلة وأما ثبوتها)
أي القدرة على ما ذكر (ثم الامتناع عن متعلقها) اختيارا (فبمذهب) أي فهو بمذهب

يلزم من هذا تقدمه
المعتزلة من وجوه
أن الموجب والحاكم
هو الله تعالى وأن
العقل ونظره آلة
للبيان وسبب عادي
لا موجب وأن مدخله
ليس مطلقا وبينه
وبين مذهب الأشاعرة
من وجهين أن قد يعرفهما
العقل بخلق الله تعالى
العلم بعد توجه بلا
كسب أو معه وإن
لم يرد الشرع من
الواجب القول بل
فيما يتوقف الشرع
عليه كوجوب تصديق
النبي صلى الله عليه
وسلم وإن كان في
أول أقواله مثلا و
حرمة تكذيبه و

إلا لزم الدور والتسلسل وإنه بعد ورود الشرع آلة لمعرفة حسن ما ورد به الشرع أو قبحه لا فهم الخطاب وصدق الناقل فقط

فلسفہ چوں اکثرش باشد سفہ پس کل آں
ہم سفہ باشد کہ حکم کل حکم اکثرست

(کذا فی المکتوب: جلد ا صفحہ ۳۱۵)

## ایک خدشہ اور اس کا جواب

خدا اگر قادر مطلق ہے تو اپنے فنا کرنے پر کیوں قادر نہیں؟ جواب یہ ہے کہ قادر کی تاثیر اور قدرت کو اس وقت ناقص کہہ سکتے ہیں کہ جب مقدور میں اثر قبول کرنے کی صلاحیت ہو مگر فاعل کسی وجہ سے اثر نہ کر سکتا ہو شجر اور حجر اور دیگر جمادات اگر نور آفتاب سے منور نہ ہوں تو آفتاب کا کیا قصور ہے آفتاب کی تنویر تو شیشہ اور توے سب ہی پر واقع ہوتی ہے لیکن جب آئینہ پر اس کی تنویر واقع ہوتی ہے تو جگمگانے لگتا ہے۔ توے میں یہ بات نہیں اس لئے کہ اس میں روشن ہونے کی صلاحیت ہی نہیں۔ ٹھیک اسی طرح جب اس کی قدرت کاملہ ممکنات سے متعلق ہوتی ہے تو ممکنات اپنی ذاتی استعداد اور صلاحیت کی وجہ سے اس کا اثر قبول کرتی ہیں۔ اور محالات اور ممتنعات



اس وجہ سے کہ ان میں اثر قبول کرنے کی صلاحیت اور استعداد ہی نہیں اگر وہ تحت القدرہ نہ داخل ہوں تو قدرت خداوندی کا کیا قصور ہوا اور باری تعالیٰ پر چونکہ موت اور فنا کا طاری ہونا اس کے حی و قیوم ہونے کی وجہ سے محال ہے۔ اس لئے اگر اس کی موت ظہور میں نہ آسکے تو اس کی قدرت کاملہ کا کوئی قصور نہیں۔

## دوسرا جواب

نیز محل تاثیر کا موثر سے منفصل اور جدا ہونا ضروری ہے۔ ایک شئے خود اپنے اندر کوئی تاثیر نہیں کر سکتی کیونکہ ایک ہی شئے کا قابل اور فاعل ہونا عقلاً محال ہے۔
آفتاب دوسروں کو منور کرتا ہے۔ اس کی شعاعیں زمین کے ہر ہر گوشہ کو روشن کر ۔ مگر وہ شعاعیں آفتاب کو روشن نہیں کرتیں۔

## تیسرا جواب

## دوسرا جواب

نیز محل تاثیر کا موثر سے منفصل اور جدا ہونا ضروری ہے۔ ایک شئے خود اپنے اندر کوئی تاثیر نہیں کر سکتی کیونکہ ایک ہی شئے کا قابل اور فاعل ہونا عقلاً محال ہے۔
آفتاب دوسروں کو منور کرتا ہے۔ اس کی شعاعیں زمین کے ہر ہر گوشہ کو روشن کر دیتی ہیں۔ مگر وہ شعاعیں آفتاب کو روشن نہیں کرتیں۔

85

## تیسرا جواب

علاوہ ازیں اگر یہ تسلیم کر لیا جائے کہ آفتاب کی شعاعیں اور اس کے انوار خود آفتاب میں موثر ہو سکتے ہیں۔ تو کیا یہ انوار آفتاب کے تاریک اور مظلم بنانے کے لئے موثر ہو سکتے ہیں۔ ہرگز نہیں۔ اسی طرح خدا کی قدرت کاملہ خدا کو مردہ اور معیوب بنانے کے لئے کارآمد نہیں ہو سکتی۔

## چوتھا جواب

یہ ہے کہ حق تعالٰی کا وجود واجب اور ضروری ہے اور عدم اس کا محال اور ممتنع ہے اور قدرت کا تعلق محالات کے ساتھ ایجاداً (یعنی قدرت اس محال کو موجود کر دے) ہو سکتا ہے اور نہ اعداماً (یعنی قدرت اس محال کو معدوم کر دے) اس لئے کہ محال اس کو کہتے ہیں کہ جس کا عدم حتمی اور لازم ہو اور اس کا وجود میں آنا ناممکن ہو۔ پس اگر قدرت کا محال کے ساتھ اعداماً تعلق ہو تو معدوم کا معدوم کرنا لازم آتا ہے جس سے



کوئی فائدہ نہیں اور اگر ایجاد اس کے متعلق ہو تو محال کا موجود ہونا لازم آتا ہے اور کوئی شئے وجود میں داخل ہونے کے بعد محال نہیں رہ سکتی۔ اور علی ہذا قدرت کا تعلق واجبات کے ساتھ نہ ایجاداً ہو سکتا ہے نہ اعداماً۔ ایجاداً تو اس وجہ سے نہیں ہو سکتا کہ موجود کرنا سراسر تحصیل حاصل ہے اور اعداماً اس وجہ سے نہیں ہو سکتا کہ واجب یعنی [illegible]ضروری اور حتمی تھا اس کا معدوم کرنا لازم آتا ہے۔ اور معدوم ہونے کے [illegible] واجب نہیں رہ سکتی۔

الحاصل اس کے قدیر اور مقتدر ہونے میں کوئی شک نہیں۔ اور اگر شک ہو تو

## چوتھا جواب

یہ ہے کہ حق تعالیٰ کا وجود واجب اور ضروری ہے اور عدم اس کا محال اور ممتنع ہے اور قدرت کا تعلق محالات کے ساتھ ایجاداً (یعنی قدرت اس محال کو موجود کر دے) ہو سکتا ہے اور نہ اعداماً (یعنی قدرت اس محال کو معدوم کر دے) اس لئے کہ محال اس کو کہتے ہیں کہ جس کا عدم حتمی اور لازم ہو اور اس کا وجود میں آنا ناممکن ہو۔ پس اگر قدرت کا محال کے ساتھ اعداماً تعلق ہو تو معدوم کا معدوم کرنا لازم آتا ہے جس سے



کوئی فائدہ نہیں اور اگر ایجاد اس کے متعلق ہو تو محال کا موجود ہونا لازم آتا ہے اور کوئی شئے وجود میں داخل ہونے کے بعد محال نہیں رہ سکتی۔ اور علی ہذا قدرت کا تعلق واجبات کے ساتھ نہ ایجاداً ہو سکتا ہے نہ اعداماً۔ ایجاداً تو اس وجہ سے نہیں ہو سکتا کہ موجود کرنا سراسر تحصیل حاصل ہے اور اعداماً اس وجہ سے نہیں ہو سکتا کہ واجب یعنی جس کا وجود ضروری اور حتمی تھا اس کا معدوم کرنا لازم آتا ہے۔ اور معدوم ہونے کے بعد وہ شئے واجب نہیں رہ سکتی۔

الحاصل اس کے قدیر اور مقتدر ہونے میں کوئی شک نہیں۔ اور اگر شک ہو تو کیونکر ہو ایسے حکیمانہ افعال اور مناظر قدرت کو دیکھ کر بھی اگر کوئی بدبخت اس کی قدرت کو نہ مانے تو اس کی مثال اس شخص کی سی ہوگی کہ جو مخمل اور کمخواب کو کہ جو قسم قسم کے نقش ونگار سے مزین ہو دیکھ کر یہ کہے کہ کپڑا کسی مردہ شخص یا اپاہج اور بے دست و پا انسان کا بنایا ہوا ہے۔

## پانچواں جواب

نیز یہ سوال کرنا کہ کیا خدا تعالیٰ اپنا مثل بنا سکتا ہے۔ اس سوال کے معنی یہ ہیں کہ کیا خدا تعالیٰ اپنی الوہیت اور وحدانیت کو باطل کر سکتا ہے۔ ظاہر ہے کہ تمام عقلا [illegible]ک یہ سوال مہمل ہے۔

[illegible] یہ سوال اسلام کے ساتھ مخصوص نہیں جو لوگ بھی خدائے علیم و قدیر کو مانتے ہیں ان سب پر یہ وارد ہوتا ہے۔

انسان کا بنایا ہوا ہے۔

## پانچواں جواب

نیز یہ سوال کرنا کہ کیا خدا تعالیٰ اپنا مثل بنا سکتا ہے۔ اس سوال کے معنی یہ ہیں کہ کیا خدا تعالیٰ اپنی الوہیت اور وحدانیت کو باطل کر سکتا ہے۔ ظاہر ہے کہ تمام عقلا کے نزدیک یہ سوال مہمل ہے۔

نیز یہ سوال اسلام کے ساتھ مخصوص نہیں جو لوگ بھی خدائے علیم و قدیر کو مانتے ہیں ان سب پر یہ وارد ہوتا ہے۔

## ارادہ

ارادہ کے معنی کسی شئے کے وجود اور عدم کو جو کہ قدرت کے اعتبار سے برابر تھے ان میں سے کسی ایک جانب کو اپنے اختیار سے ترجیح دینے کے ہیں۔ پس جو کچھ ہوتا ہے وہ اسی کے ارادہ سے ہوتا ہے۔ ازل میں جو کچھ ارادہ کر لیا تھا اب اسی کے مطابق



ہو رہا ہے۔ کما قال تعالیٰ:

﴿فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ﴾ (القرآن:۸۵/۱۶)

ترجمہ: ”جو ارادہ کرتا ہے وہی کر گزرتا ہے۔“

عالم میں اس قسم کا انضباط اور استحکام بدون ارادہ اور اختیار کے پیدا ہونا یقیناً محال ہے خدا کے افعال بدون ارادہ اور اختیار خود بخود مثل حرکت مرتعش کے صادر ہوتے تو عالم میں یہ انضباط اور استحکام اور حسن انتظام ہرگز نہ ہوتا۔ کما قال تعالیٰ:

﴿اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَيْـًٔا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ﴾

(القرآن:۳۶/۸۲)

ترجمہ: ”وہ جب کبھی کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے، اسے اتنا فرما دینا (کافی ہے) کہ ہو جا، وہ اسی وقت ہو جاتی ہے۔“

بندہ جس کام کا ارادہ کرتا ہے اسی کے مطابق اعضاء حرکت کرنے لگتے ہیں لیکن یہ کوئی نہیں بتلا سکتا کہ اعضاء کو اس ارادہ کا علم کس طرح ہو جاتا ہے۔ پس جب کہ بندہ ہی کے ارادہ کے تعلق کی کیفیت نہیں بتلائی جا سکتی تو خداوند ذوالجلال کے ارادہ کے تعلق کی حقیقت کون بتلا سکتا ہے۔ بلکہ جو شخص ارادہ کرتا ہے وہ خود اپنے ارادہ کے تعلق کی کیفیت سمجھانے سے قاصر اور عاجز ہے۔

## ثبوت تقدیر

فتاویٰ فیض الرسول
فقیہ ملت حضرت علامہ
تصنیف: مفتی جلال الدین احمد امجدی
مہتمم دارالعلوم فیض الرسول براؤں شریف
ALAHAZRAT NETWORK
اعلحضرت نیٹ ورک
www.alahazratnetwork.org

جزا اللہ عدوہ باباۂ
ختم النبوۃ
اعلیحضرت احمد رضا خان بریلوی
مکتبہ نبویہ ○ لاہور

فالباری تعالیٰ عنہ منزہ وھو محال علیہ تعالیٰ۔ یعنی اشاعرہ اور غیر اشاعرہ کسی کو اس میں اختلاف نہیں کہ ہر وہ چیز جو صفت عیب ہے باری تعالیٰ اس سے پاک ہے اور وہ خدائے تعالیٰ پر محال ہے ممکن نہیں۔ سوال شادی کرنا تو یہ بھی محال ہے کہ خدائے تعالیٰ کو شادی پر قادر ماننے سے کئی خدا کا ممکن ہونا لازم آتا ہے اس لئے کہ جب شادی کرنے پر قادر ہوگا تو استقرار حمل و تولید ولد پر بھی قادر ہوگا اور خدا کا بچہ خدا ہی ہوگا۔ قرآن مجید پارہ ۲۵ رکوع ۱۳ میں ہے۔ قُلْ اِنْ کَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ فَاَنَا اَوَّلُ الْعٰبِدِیْنَ۔ یعنی تم فرماؤ کہ اگر رحمٰن کے لئے کوئی بچہ ہے تو میں سب سے پہلے (اس کا) پوجنے والا ہوں تو قطعاً و یقیناً کئی خدا کا ممکن ہونا لازم آیا کہ قدرت خدا کی انتہا نہیں۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ ھذا ما عندی والعلم عند اللہ تعالیٰ ورسولہ جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

کتبہ
جلال الدین احمد الامجدی

**مسئلہ:** از محمد نعمان قادری دارالعلوم تدریس الاسلام بسڈیلہ ضلع بستی

مشرکین کی بخشش تحت قدرت باری تعالیٰ ہے یا نہیں؟

**الجواب:** بیشک مغفرت مشرکین تحت قدرت باری تعالیٰ ہے شرح مقاصد الطالبین فی علم اصول الدین میں ہے اتفقت الامۃ ان اللہ تعالیٰ لا یغفر عن الکفر قطعاً وان جاز عقلاً (بحوالہ بعض الشیوخ ص) لیکن ان کی مغفرت کا وقوع محال ہے لقولہ تعالیٰ ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ۔ حاصل یہ ہے کہ مغفرت مشرکین عقلاً ممکن بالذات اور شرعاً محال بالغیر ہے وھو تعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ وسلم۔

کتبہ
غلام جیلانی
مدرس دارالعلوم فیض الرسول براؤں شریف
۱۹ رجب المرجب ۱۳۹۳ھ

**مسئلہ:** از محمد حفیظ اللہ نعیمی دارالعلوم فاروقیہ سعد نگر پوسٹ دھوائی ضلع گونڈہ

اللہ تعالیٰ کی ذات کے لئے اوپر والا بولنا کیسا ہے؟ اس جملے سے جہت کا ثبوت ہوتا ہے یا نہیں؟ اگر کوئی یہ جملہ بول کر بلند و بالا اور برتری کے معنی میں استعمال کرے تو اس کی تاویل مسموع ہوگی یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

**الجواب:** خدائے تعالیٰ کی ذات کے لئے اوپر والا بولنا کفر ہے کہ اس لفظ سے اس کے لئے جہت کا ثبوت ہوتا ہے اور اس کی ذات جہت سے پاک ہے جیسا کہ حضرت علامہ سعد الدین تفتازانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں: اذا لم یکن فی مکان لم یکن فی جھۃ لا علو ولا سفل ولا غیرھما (شرح عقائد نسفی ص ۳۳) اور حضرت علامہ ابن نجیم

رضاخانی دھرم کی مکاریاں، یہ رضاخانی گروگھنٹالوں کا حال ہے،

غلام رسول کہتا ہے، نبی گناہ پر قادر ہیں مگر کرتے نہیں ہیں، اسکو عصمت کہتے ہیں،

اور اقتدار احمد کہتا ہے کہ اگر کسی بخت گستاخ مصنف نے یہ لکھ دیا کہ نبی گناہ کر سکتا ہے مگر کرتا نہیں ہے تو وہ مصنف خود ابلیس و شیطان ہے ،غلام رسول گستاخ بدبخت ابلیس اور شیطان ثابت ہوا،

جلد 16 صفحہ 916

معصوم پیدا کی جاتی ہیں۔ اگر کسی بدبخت گستاخ مصنف نے یہ لکھ دیا کہ نبی گناہ کر سکتا ہے مگر کرتا ہے

نہیں تو وہ مصنف خود ابلیس و شیطان ہے۔ نبوت کے دامن تقدیس پر کوئی داغ نہیں جن خبثا نے

نبوت پر کسی کمزوری کا اتہام لگایا وہ فقط اس واقعۂ آدم سے دلیل پکڑتے ہیں مگر قرآن کریم نے وضاحت

فرما کر اس بیہودہ دلیل کو بھی ختم کر دیا اور بتا دیا کہ یہ نسیان قبل نبوت ہوا۔ نہ کہ بعد نبوت قرآن مجید

میں کل انتیس قصے بیان فرمائے جن میں تیرہ قصے مختلف پہلوؤں کی وضاحت کے لیے چند جگہ

بیان کئے باقی ایک ایک مقام پر چنانچہ حضرت آدم کا واقعہ سات جگہ مذکور ہوا جس کی ترتیب

مندرجہ ذیل ہے ۱ حضرت نوح اور ان کی قوم کا واقعہ ۲ حضرت ہود اور ان کی قوم کا واقعہ ۳

حضرت صالح اور ان کی قوم کا واقعہ ۵ حضرت ابراہیم اور ان کی قوم نمرود اور آذر کا واقعہ نمرود سے

...

۱۹ طالوت اور جالوت ... کا واقعہ ۲۰ دو بھائیوں

کا قصہ ۲۱ حضرت عیسیٰ ... مائدہ کا واقعہ ۲۵ حبیب

نجار کا واقعہ ۲۶ حضرت عزیر علیہم السلام کا واقعہ ۲۷ بیت المقدس پر چڑھائی کا واقعہ ۲۸ اصحاب

اخدود کا واقعہ ۲۹ اصحاب فیل کا واقعہ قرآن مجید میں سات جگہ حضرت آدم کا واقعہ مذکور ہوا مگر کہیں

بھی ان کی نبوت کا ذکر نہیں ہے بلکہ بشریت خلافت کا ذکر ہے اسی بنا پر بعض جہلا نے ان کی

نبوت کا انکار کیا ہے۔ ... ہے کہ آپ صاحب شریعت نبی و رسول ہیں اس کے دلائل ہم بھی

آئندہ بیان کریں گے ان شاء اللہ تعالیٰ۔ قرآن پاک میں آپ کی نبوت کا بالوضاحت نہ ہونا اس میں بھی

رب تعالیٰ کی یہ حکمت کاملہ ہے کہ بشریت کا نقشہ ظاہر ہوا اور نبوت و بشریت کے پہلو مخلوط نہ ہوں اور



کتاب مقدس اور قرآن مجید کی مذکورہ بالا آیات کے تقابل سے ظاہر ہو گیا کہ انبیاء

علیہم السلام کی عظمت و ناموس کا ضامن صرف قرآن کریم ہے ورنہ "کتاب مقدس" کے مجموعے نے

آدم سے لے کر عیسیٰ تک کسی نبی کی عصمت ...

...

لئے عصمت کے مفہوم پر غور کرنا ضروری ...

## عصمت انبیاء

عام لوگوں کے خیال میں عصمت کا معنی ہے: انبیاء سے گناہ کے صدور کا محال ہونا،

حالانکہ یہ قطعاً غلط اور باطل ہے۔ اس لئے کہ انبیاء کرام بھی امتثال امر اور اجتناب مناہی کے

مکلف ہوتے ہیں۔ اگر ان سے گناہ کا صدور ممکن نہ ہو اور وہ معصیت پر قادر نہ ہوں تو انہیں

معاصی سے روکنا محض عبث ہو گا اور نہ ان کے تقویٰ و طہارت میں کوئی کمال اور خوبی ہو گی۔

حق یہ ہے کہ باوجود گناہ پر قادر ہونے کے گناہ سے اجتناب کے ملکہ اور مہارت کو عصمت

کہتے ہیں۔ چنانچہ علامہ تفتازانی نے "شرح عقائد" میں اور دیگر محققین نے اپنی تصانیف

میں عصمت کی یہی تعریف کی ہے۔ اس حقیقت کو ایک واضح مثال سے یوں سمجھا جا سکتا ہے

کہ ہم قدرت کے باوجود نجاست اور غلاظت نہیں کھاتے اور نہ کبھی اسے کھانے کا خیال

ہمارے دل میں آتا ہے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ نجاست کا نجس ہونا طبعی طور پر ہم پر منکشف

ہے۔ اسی طرح کوئی شخص اپنی ماں، بہن اور دیگر محارم کے ...

رکھتا کیونکہ ان کی حرمت فطری طور پر اس کے دل میں جاگزیں ہے۔ حالانکہ وہ ان سے

اختلاط پر قادر ہوتا ہے۔